تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

روزہ کی حقیقت

روزہ اسلام کی عبادت کا تیسرا رکن ہے۔ عربی میں اس کو صوم کہتے ہیں جس کے لفظی معنی رکنے اور چپ رہنے کے ہیں۔ بعض مفسرین کی تفسیروں کے مطابق قرآن پاک میں اس کو کہیں کہیں صبر بھی کہا گیا ہے جس کے معنی ضبط نفس، ثابت قدمی اور استقلال کے ہیں۔ ان معنوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کی زبان میں روزہ کا کیا مفہوم ہے؟ وہ درحقیقت نفسانی ہوا و ہوس اور بہیمی خواہشوں سے اپنے آپ کو روکنے اور حرص و ہوا کے ڈگمگا دینے والے موقعوں میں اپنے آپ کو ضابطہ اور ثابت قدم رکھنے کا نام ہے۔ روزانہ استعمال میں عام طور سے نفسانی خواہشوں اور انسانی حرص و ہوا کا مظہر تین چیزیں ہیں یعنی کھانا پینا اور عورت و مرد کے جنسی تعلقات۔ انہیں تینوں سے ایک مدت معینہ تک رکے رہنے کا نام شرعاً روزہ ہے۔ لیکن درحقیقت ان ظاہری خواہشوں کے ساتھ باطنی خواہشوں اور برائیوں سے دل اور زبان کا محفوظ رکھنا بھی خواص کے نزدیک روزہ کی حقیقت میں داخل ہے۔

قرآن مجید نے ان تمام حقائق و رموز کو صرف ایک لفظ "تقویٰ" سے بے نقاب کر دیا ہے اور یہ کہ روزہ کی حقیقت تمام مذاہب میں مشترک تھی۔ اسی بنا پر قرآن مجید نے دیگر مذاہب کو بھی اشارۃً اس حقیقت [illegible] ہے۔ "یاایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون" [illegible] مسلمانو! تم پر روزہ لکھا گیا جس طرح تم سے پہلی امتوں پر لکھا گیا، تاکہ تم تقویٰ [illegible]

روزہ کی غرض و غایت "تقویٰ" ہے یعنی اپنی خواہشوں کو قابو میں [illegible] بچالینا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ روزہ ہمارے لئے ایک قسم کے روحانی علاج کے طور پر [illegible] اسلامی روزہ کی دو اور مخصوص حقیقتوں کو بھی واضح کرتا ہے۔

"ولتکبروا اللہ علی ما ہداکم ولعلکم تشکرون"

تاکہ خدا نے جو تم کو راہ دکھائی اس پر تم اس کی بڑائی کرو اور شکر کرو۔

علامہ سید سلیمان ندوی [illegible]

فی شمارہ ۱۰ روپے | سالانہ سو روپے | ۲۵ دسمبر [illegible]

Regd No. LW/NP56
Fax No.: (0522)330020

FORTNIGHTLY

Principal off : 372336
Guest House : 323864

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (India)

Rs 10/-

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف
صندل سے تیار کردہ خوشبو
دار عطریات، عمدہ و اعلیٰ
قسم کے روغنیات و عرق
کیوڑہ، عرق گلاب
و دیگر عطریات کی
ایک قابل اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ
تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

IZHAR AHMAD & SONS
Perfumers
CHOWK, LUCKNOW-3

SHOP. 241176
RES. 268898

خط و کتابت کا پتہ
اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس، چوک لکھنؤ

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش
سونے چاندی کے زیورات کیلئے
ہمارا نیا شوروم
گہنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں، محمد معروف خاں
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ
فون نمبر ۲۶۰۴۳۳

نشکر
Phone : 249174
FAX : 0522-246343
اگر آپ ذیابیطس کے شکار ہیں تو چند ہی روز میں نشکر کے استعمال سے تحریص کی شروع ہو جاتی ہے تب آپ پہنے لگتے ہیں
اور رات کو بار بار اٹھنے اور منہ خشک ہونے سے نجات مل جاتی ہے۔ نشکر کے استعمال سے صرف پیشاب ہی شکر نہیں
غائب ہو جاتی ہے بلکہ خون میں بھی شکر کی اتنی مقدار باقی رہتی ہے جتنی ایک تندرست آدمی کے جسم میں ہونی چاہیے۔
دوا کو اگر پابندی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو دوا کو چھوڑنے کے بعد بھی فائدہ برقرار رہتا ہے۔

HASANI PHARMACY
RAUF MARKET 177/41, GWYNNE
ROAD, LUCKNOW

چشمہ ساگر
جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے۔
AUTO REFRCCTO METER AR-860
فوٹوکرامک، کوٹیڈ لینس، ہائی انڈیکس ریزی لینس فینسی
باورد دھوپ کے چشموں کا خاص مقام۔
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشین۔ اے۔ رحمٰن (علیگ)
شکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج۔ اعظم گڑھ

۷۹-۷-۹
۱۲۳۹۹۲

پندرہ روزہ

تعمیر حیات

لکھنؤ

مجلس صحافت و نشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۳۵	۲۵ دسمبر ۱۹۹۶ء مطابق ۲۴ شعبان ۱۴۱۸ھ	شمارہ نمبر ۴

زیر نگرانی :-
مولانا قاضی معین اللہ صاحب ندوی (نائب ناظم ندوۃ العلماء)
مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس صاحب ندوی (معتمد تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء)
مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء)
پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب (معتمد مالیات ندوۃ العلماء)

مدیر مسؤل :-
شمس الحق ندوی

مجلس ادارت :-
مولانا نذر الحفیظ ندوی، مولانا محمد خالد ندوی
مولانا عبد الله حسنی ندوی، ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون

سالانہ ——— ۱۰۰ روپے
فی شمارہ ——— پانچ روپے

بیرونی ممالک فضائی ڈاک :-
ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک
——— ۲۵ ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک :-
بحری ڈاک جملہ ——— ۱۰ ڈالر

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہوچکا ہے، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ سو روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

گزارش

خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کیساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ ——— مینجر

خط و کتابت کا پتہ

مینجر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 یوپی

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کراکے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

حامد

درس حدیث

دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے

ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی، صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز ٹیچرس ٹریننگ کالج لکھنؤ
ترجمہ: شمس الحق ندوی

روی أن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ قال: سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ فأعطانی ثم سألتہ فأعطانی، ثم سألتہ فأعطانی، ثم قال: یا حکیم، إن ھذا المال خضرۃ حلوۃ، فمن أخذہ بسخاوۃ نفس بورک لہ فیہ، ومن أخذہ بإشراف نفس لم یبارک لہ فیہ، کالذی یأکل ولا یشبع، الید العلیا خیر من الید السفلی، قال حکیم: فقلت یا رسول اللہ، والذی بعثک بالحق لا أرزأ أحداً بعدک شیئاً حتی أفارق الدنیا، فکان أبوبکر رضی اللہ عنہ یدعو حکیماً إلی العطاء فیأبی أن یقبلہ منہ، ثم إن عمر رضی اللہ عنہ دعاہ لیعطیہ فأبی أن یقبل منہ شیئاً، فقال عمر: إنی أشہدکم معشر المسلمین علی حکیم أنی أعرض علیہ حقہ من ھذا الفیء فیأبی أن یأخذہ، فلم یرزأ حکیم أحداً من الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی توفی۔

حکیم ابن حزامؓ نے بیان کیا کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا (کچھ مانگا) آپ نے دیدیا، میں نے دوبارہ آپ سے مانگا آپ نے پھر دیدیا، تیسری بار پھر مانگا آپ نے پھر دیدیا، اس کے بعد فرمایا حکیم! یہ مال بڑا دلکش او میٹھا ہے جس نے مال دل کے لالچ و حرص کے بغیر لیا اس مال میں اس کے لئے برکت دی جاتی ہے اور جس نے اشراف نفس کے ساتھ (یعنی امید و آرزو لگا کر) لیا اس کے لئے برکت نہیں دی جاتی، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے اور آسودہ نہیں ہوتا، اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ (یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ) سے اچھا ہے، حکیمؓ نے بیان کیا، اس کے بعد میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ کے بعد میں کسی کے مال میں کمی نہیں کروں گا (یعنی کسی سے کچھ نہیں لوں گا) تا آنکہ دنیا سے چلا جاؤں، چنانچہ اسی پر اس طرح ثابت قدم رہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنے دور خلافت میں حکیمؓ کو دینے کے لئے بلاتے تھے تو وہ انکار کر دیتے تھے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں بلایا کہ ان کو کچھ دیں مگر انھوں نے انکار کر دیا، تو حضرت عمرؓ نے اعلان کیا کہ مسلمانو! میں تم کو حکیم پر گواہ بناتا ہوں کہ میں مال غنیمت میں سے ان کو ان کا حق دیتا ہوں اور وہ لینے سے انکار کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکیم نے کسی سے کچھ نہیں لیا حتی کہ انتقال فرما گئے۔

یہ حدیث معاشرے کے اندر نمایاں و معروف بیماری طلب مال کا تدریجی اور دھیرے دھیرے نہایت حکمت کے ساتھ علاج کی کڑیوں میں سے ایک کڑی ہے کہ آدمی اپنی مادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مال مانگتا ہے اور مانگنے میں اصرار کرتا ہے، یہ حدیث لالچ سے بچنے اور حرص پر غالب آنے کا علاج کرتی ہے جب کہ اسی کے ساتھ محرومی کے مقابلہ میں اس باہم تعاون اور ایک دوسرے کے کام آنیوالی امت کے اندر دولتمندوں کے فرائض اور ذمہ داریاں کیا ہیں اس کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ سائل اس کو کہتے ہیں جو مانگتا ہے اور محروم اس کو کہتے ہیں جو ضرورت کے باوجود لوگوں سے مانگتا نہیں اپنی ضرورت ظاہر نہیں کرتا ہے لہٰذا محروم رہتا ہے۔

ارادۂ خداوندی یہی تھا کہ مانگنے کا علاج ایسے شخص سے شروع ہو جو خاندان نبوی سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ حکیم بن حزامؓ تھے، یہ ان لوگوں میں تھے جو دیر سے اسلام لائے، ان کا شمار مؤلفۃ القلوب (وہ لوگ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریب و مانوس کرنے کی خاطر دلداری کے طور پر مال دیدیا کرتے تھے) میں ہوتا تھا حکیم بن حزامؓ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپؐ نے مجھ کو عطا فرمایا، میں نے پھر دوبارہ مانگا آپؐ نے پھر عنایت فرمایا۔ تیسری بار پھر مانگا آپؐ نے پھر دیدیا، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: اے حکیم یہ مال بڑا پرکشش و میٹھا ہے، اس کو جو شخص بغیر حرص و لالچ کے لیتا ہے اس کے مال میں برکت ہوتی ہے۔

مانگنے والے کا علاج، اتنا دینا کہ اس کا دل بھر جائے

یہ حدیث نفس کی داخلی بیماریوں، اس کی مال کی حرص و لالچ کو دور کرنے اور اس سے اس کو صاف کرنے اور مکمل تربیت کے لئے قابل غور ہے، تاکہ اس تربیت کے ذریعہ بندۂ مومن کی روشن و تاباں خصوصیات ظاہر ہوں، اس کے احساس سلوک، سوال سے بچنے اور بلند کرداری، عزت و شرف کا استحقاق پیدا کرنے کی خوبیاں نمایاں ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکیم بن حزامؓ کو تین مرتبہ برابر دیتے رہے تاکہ ان کے اندر طلب مال اور سوال پر

(باقی صفحہ ۲۹ پر)

اس شمارے میں

۱	درس حدیث	ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی	۲
۲	یادِ یارِ مہرباں (اداریہ)	ع۔ ع۔ ن	۵
۳	جستجوئے حق	محمد الگزنڈر رسل	۶
۴	زکوٰۃ ٹیکس نہیں عبادت ہے	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی	۷
۵	علامہ عبودی ہندستان میں	مولانا عبداللہ عباس ندوی	۱۱
۶	رمضان المبارک (نظم)	افسر بنگلوری	۱۲
۷	خلیق احمد نظامی کی وفات	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۱۳
۸	دعوت اور تحریک اسلامی	مولانا سید واضح رشید ندوی	۱۵
۹	فضائل ومسائل رمضان المبارک	(ادارہ)	۱۷
۱۰	فہرست تالیفات شیخؒ	ع۔ ع۔ ن	۱۹
۱۱	سوال وجواب (رمضان کے مسائل)	محمد طارق ندوی	۲۰
۱۲	تراویح کے اہم مسائل	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۱
۱۳	خلیق احمد نظامی اور علمی دنیا کا نقصان	(رپورٹ)	۲۲
۱۴	اسلامی نشأۃ ثانیہ میں ادب کا حصہ	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۳
۱۵	مادر علمی دارالعلوم ندوۃ العلماء	حسین احمد ندوی	۲۶
۱۶	رحمت عالم (نعت)	خلیل پرتاپگڈھی	۲۷

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی
۲۔ فی کاپی ۱۰/= روپئے کے حساب سے زرضمانت پیشگی روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم سینٹی میٹر Rs.20/=
۲۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا
۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O. Box No. 842
MADINA MUNAWWARAH-(K.S.A)

برطانیہ
MR. M. AKRAM NADWI
O.C.I.S.
St. cross college
Oxford 0x1 3TU-U.K.

ساؤتھ افریقہ
MR. M. YAHYA SALLO NADWI SB.
P.O. Box No. 388
Vereninging
(S. AFRICA)

قطر
MR. ABDUL HAI NADWI SB.
P.O. Box No. 10894
DOHA-QATAR

دبئی
MR. QARI ABDUL HAMEED NADWI SB.
P.O. Box No. 12525
DUBAI- (U.A.E.)

پاکستان
MR. ATAULLAH SB.
Sector A-50, Near sau Quater
H. No. 109 Town Ship Kaurangi
KARACHI-31 (PAKISTAN)

امریکہ
DR. A.M. SIDDIQUI SB.
98-Conklin Ave
Woodmere
NEW YORK 11598 (U.S.A.)

اداریہ

ع۔ع۔ن

یادِ یارِ مہرباں

درویشوں اور فقیروں کے سوانح نگار اور مورخ خلیق احمد صاحب نظامی ۵ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو تاریخ کی امانت بن گئے، مشائخ چشت کا سیرت نگار میدانِ تحقیق کا شہسوار اپنے پیچھے بے شمار شاگردوں، نیازمندوں اور قدردانوں کو دل نگار و غمگسار چھوڑ گیا۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی عالم اسلام کی قدیم و نامور دانشگاہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شعبۂ تاریخ کے صدر نشین تھے، ایک عرصہ کے لئے وائس چانسلر اور ملک شام (سوریہ) میں ہندوستان کے سفیر بھی رہ چکے تھے مگر یہ سب ان کے "جواہر طرف کلاہ" تھے، دیکھنے والے "اوج لعل و گہر" کو دیکھتے رہے ان کا علمی مقام ہر نسبتِ عارضی سے بے نیاز رہا، ان کا تعارف ان کی تالیفات سے ایک صاف وشفاف اسلوب اور کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان سے ان کی زندگی میں بھی ہوتا رہا اور آئندہ نسلیں بھی انہی نقوش سے ان کے چہرے کو پہچانتی رہیں گی۔

صوفیائے کرام کے ملفوظات ومکتوبات پر ان کے بیسیوں مقالات ہیں، چھوٹی بڑی کتابیں ہیں، ان کا ایک امتیاز خاص یہ تھا کہ نیاگوں کہیں کی عقیدت میں مورخانہ دیانت ہمیشہ ملحوظ رکھتے، افسانوی اور تخیلاتی مجسمے ان کے قلم نے نہیں بنائے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے علم وفضل، سیاسی بصیرت اور عبقریت کے معترف وقدرداں بہت ہیں، ان کے درمیان خلیق صاحب کا وصف خاص یہ تھا کہ مولانا آزاد کے بارے میں جو لکھا وہ سیکڑوں صفحات پڑھنے اور متعلق وغیر متعلق دستاویزوں، اخبارات کے تراشوں اور سیاسی بیانات کو جانچنے اور پرکھنے کے بعد لکھا، ان کی سوانح کا البم تیار کردیا جس میں ہر صفحہ مولانا آزاد کی منہ بولتی تصویر ہے، مولانا کی کتاب (انڈیا ونس فریڈم) کے تیس صفحے جب شائع ہوئے تو تنگ نظری اور تنگ دلی کا ایک بازار گرم ہوگیا، کچھ دریدہ ذہنوں نے ایسی باتیں شروع کردیں گویا وہ آفتاب کی کرنوں کو سیاہ لکیریں بنا رہے ہیں۔ تاروں کی چمک سے انکار کررہے ہیں، نظامی صاحب نے ان کا جواب سنجیدہ اور علمی انداز میں لکھا، (انگریزی میں) یہ رسالہ مولانا آزاد کی عظمت کا ایک منارہ ہے۔

ذاکر صاحب (ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب سابق صدر جمہوریہ) سے وہ عقیدت مندانہ اور اخلاص کا تعلق رکھتے تھے، ڈاکٹر صاحب کی شخصیت اور کردار کا اعتراف ہی اس بات کا اعلان ہے کہ وہ اعلیٰ انسانی اقدار سے طبعی مناسبت رکھتے تھے ان کے ماٰثر پر خلیق صاحب نے ایک متوسط حجم کی کتاب لکھ کر ذاکر صاحب کو نہیں سیرت وکردار کی بلندی کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

خود اپنے خاندانی بزرگوں کے حالات "نگاہ فقیر" لکھ کر یہ بتادیا کہ ان کی رگوں میں کن بزرگان دین اور تابع شریعت وطریقت بزرگوں کا خون ہے۔

خلیق صاحب اپنے معاصرین میں مخدوم ومربی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے دل سے معترف اور قدرداں تھے، چونکہ صاحب علم اور مورخ تھے اس لئے اپنے فن کے بلند پایہ متعلقین کی عظمت کے قائل تھے نزہۃ الخواطر کی اہمیت کے معترف تھے، اسی طرح حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ ان کی تاریخ دانی اور فکری توازن اور بلند اسلوب تحریر کے قائل وقدرداں رہے۔

نظامی صاحب کے فاضل فرزند جناب پروفیسر فرحان نظامی، آکسفورڈ میں اسلامک سنٹر کے ناظم ہیں اور اپنے نامور باپ کے نقش قدم پر ہندوستانی کی اسلامی تاریخ پر وسیع نظر رکھتے ہیں۔ اس سنٹر کے صدر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ ہیں اور ممبروں میں ندوہ کے مہتمم مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی بھی ہیں، حضرت مولانا اور مولانا رابع حسنی اس سنٹر کے سالانہ جلسوں میں شرکت فرماتے اور خلیق صاحب سے مل کر ذوق وفکر کی ہم آہنگی کے بنا پر بہت مسرور رہتے۔ یہ عاجز راقم بھی ایک سال، حضرت مولانا کی عدم شرکت کی بنا پر کورم پورا کرنے کے لئے وہاں گیا تھا، ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی صدر جلسہ تھے اس

موقع پر خلیق صاحب کی انگریزی میں شستہ اور سلجھی ہوئی تقریر سننے کا موقع ملا۔

ابھی دو ہفتہ پہلے ۲۲ر نومبر ۱۹۹۶ء کو علی گڑھ میں اسٹاف کالج کی دعوت پر لکچر کے لئے راقم مدعو تھا، ایک دن کا، بقول مولانا عبد الماجد دریا بادیؒ "کھڑی سواری" سفر تھا۔ وقت نکال کر خلیق صاحب سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا، اخلاق و کرم گستری نے التفات کے دریا بہا دئے۔ گھنٹہ بھر مجلس رہی۔ اور جب چلے تو ایسا محسوس ہوا کہ تماشہ کامیاب آیا تھا بے قرار آئی۔ خلیق صاحب کی لائبریری جو نشست گاہ ہے صرف طلبۂ علم کے لئے نہیں بلکہ دیدہ وروں کے لئے ایک علمی نمائش گاہ ہے ایک وسیع ہال میں لب بام تک بھی ہوئی الماریوں میں مرتب کتابیں وسط میں ایک طویل و عریض میز جس پر بہت سلیقہ سے تحریری ضرورت کی ہر چیز موجود، دائیں بائیں کتابوں کے شلف، چاروں طرف کتابوں کی قطاریں اور ان کے عین وسط ایک زندہ کتب خانہ خود خلیق صاحب تھے۔ خلیق صاحب پر بہت کچھ لکھا جائے گا ان کی سوانح پر علمی رسائل کے خاص نمبر نکلیں گے، کتابیں لکھی جائیں گی، اور ان کا حق ادا ہو یا نہ ہو مگر قدر داں اہل علم اپنا فرض ادا کریں گے۔

خلیق صاحب رحمت الٰہی کے آغوش میں آسودۂ خواب ہو چکے، قلم کے مسافر کو نیند آگئی، فہم رسا اپنے عروج کی منزلیں طے کر چکا، آگے کی منزل جس کی ابتدا ہوئی ہے وہ اہل اللہ اور اہل یقین بزرگوں کی معیت کی منزل ہے، جن کے آپ مدح خواں اور سپاس گزار تھے، آپ اس سفر میں تنہا نہیں ہیں آپ کے ساتھ آپ کے حسن عمل کی زاد راہ ہے، جو رحمت کے اضافوں کے ساتھ کام آتی رہے گی، آپ کے قدر دانوں، شاگردوں اور آپ کی علمی خدمات سے استفادہ کرنے والوں کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں اور رہیں گی۔

جستجوئے حق

محمد الکزنڈر رسل دیپ (یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ)

لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ امریکن اور عیسائی ہوتے ہوئے میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟ میں امریکہ میں پیدا ہوا اور میری پرورش ایک قدامت پسند کٹر ماحول میں ہوئی، اس کے باوجود میں نے اسلام کو کیوں قبول کیا؟

میں کافی مطالعہ اور تلاش و جستجو کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا کہ اسلام بہترین اصول زندگی رکھتا ہے اور صرف یہی وہ دین ہے جو انسانیت کی روحانی ضرورت کو پورا کرتا ہے، اسی کے ساتھ میں یہ بھی واضح کر دوں کہ عام طور پر بچے اپنے والدین کے مذہب کے تابع ہوتے ہیں اور وہ اسی مذہب پر عامل ہوتے ہیں، لیکن مجھے بچپن سے عیسائی مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، مجھے عیسائی عبادت کے طریقہ سے مناسبت نہیں تھی، جب میں بیس سال کا ہوا تو خود مختار ہو گیا، گرجا گھر کی اکتا دینے والی باتوں اور پابندیوں کو میں پہلے ہی ناپسند کرتا تھا۔ خود مختار ہونے کے بعد پھر گرجا گھر جانا بند کر دیا، میرا ذہن بچپن سے حقیقت اور سچائی کا متلاشی تھا، میں اکثر مذہب کے سلسلہ میں سوالات کرتا تھا، مگر نہ تو پادری مجھے مطمئن کر سکے اور نہ کوئی دوسرا عیسائی۔

تقریباً ۱۱ سال قبل مجھے مختلف مذاہب اور افکار سے دلچسپی ہوئی، میں نے مل (MILL)، لوک (LOCK)، کانٹ (KANT)، ہیگل (HIGEL)، ہکسلے (HUKSLEY)، نطشے جتنے بھی یورپی فلسفی تھے سب کو پڑھ ڈالا لیکن ان میں کوئی بھی مجھے یہ نہ بتا سکا کہ روح کیا ہے؟ اور مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔

اسلام کی روح ہے خود کو کلی طور پر اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دینا، اور یہی عبادت کی بنیاد ہے۔ مذہب اسلام عالمی بھائی چارہ، محبت اور ہمدردی سکھاتا ہے۔ ذہنی، عملی اور جسمانی صفائی کی تعلیم دیتا ہے، اسلام انسان اور انسانیت کو بلند مقام تک پہونچاتا ہے، اسلام کی یہی وہ اعلیٰ اور روحانی تعلیمات ہیں جو میرے اسلام کو قبول کرنے کا سبب بنیں۔

عمدہ کاغذ، رعایتی قیمت، بہترین سائز۔
NOTE BOOK
حرمین
اردو کاپی
:- ملنے کا پتہ :-
مکتبۃ الحرمین مسجد مرکز والی ڈاکٹر بی این ورما روڈ امین آباد لکھنؤ۔
مذکورہ بالا پتے سے تعمیر حیات جاری کرا کے رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ صبح ۹ر بجے سے رات ۸ر بجے تک
فون نمبر: ۲۱۶۹۵۶ —

پندرہ روزہ تعمیر حیات ایک تحریک ہے، اس کی توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔

زکوٰۃ ٹیکس نہیں، عبادت ہے

• حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی

زکوٰۃ کے ایک ایسے معین اور مخصوص نظام کی ضرورت جو ہر طبقہ اور ہر عہد کا ساتھ دے سکے

جب اسلامی معاشرہ عقیدہ کی پختگی، اخلاقی تربیت، اطاعت و انقیاد، سخاوت و ایثار اور انفرادی و جماعتی انانیت سے آزادی کی آخری سطح تک پہونچ گیا سوسائٹی بہت وسیع ہو گئی اور اس میں مختلف اخلاقی و روحانی مراتب اور درجات قائم ہو گئے انسانوں کے مختلف گروہ اور قسمیں ہو گئیں جن میں مالدار بھی تھے، غریب بھی اور متوسط الحال بھی، ایسے فیاض اور سخی بھی تھے کہ داد و دہش ان کا ذوق اور غذا بلکہ مزاج اور طبیعت ثانیہ بن گئی تھی، بخیل اور کنجوس بھی تھے، اور میانہ رو و معتدل بھی، ایک طرف ایسی قوت ایمانی تھی جو بڑے سے بڑا خطرہ مول لے سکتی تھی، بڑی سے بڑی قربانی دے سکتی تھی، مشکل سے مشکل مسئلہ حل کر سکتی تھی، دوسری طرف اس ضعف ایمانی کے نمونے تھے جو عالم اسلام کے دور دراز گوشوں میں اور عہد آخر کی نسلوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت و رحمت تھی کہ اس نے ایسے متنوع مختلف الحال معاشرہ کے لیے ایک ایسا واضح اور معین نصاب مقرر کر دیا جس کی مقدار و تعداد اصول و شرائط اور علامات و نشانات سب پوری طرح واضح اور مقرر ہیں، یہ نصاب نہ اتنا زیادہ ہے کہ متوسط طبقہ اس کے بار سے پریشان ہو جائے نہ اتنا کم کہ امراء و دولتمند طبقہ اور اہل ہمت و اہل خیر کی نگاہ سے گر جائے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ بھی بڑی حکمت تھی کہ اس کو کسی رائے یا شخصی ہمت و حوصلہ پر نہیں چھوڑا گیا، نہ اس کو ان انسانی جذبات کے حوالہ کیا گیا جن میں مد و جزر اور اتار چڑھاؤ ہر وقت ہوتا رہتا ہے، اس کو قانون سازوں اور علماء یا حکام کے حوالہ بھی نہیں کیا گیا اس لیے کہ ان پر بھی کلی اعتماد ممکن نہیں اور وہ بھی ہوائے نفس سے محفوظ و مامون نہیں، ان سب باتوں کے پیش نظر زکوٰۃ اپنے نصاب و مقدار کے ساتھ فرض کی گئی۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ زکوٰۃ کے نصاب کی حکمت اور اس کے تعین کی مصلحت و افادیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"پھر اس کی ضرورت ہوئی کہ زکوٰۃ کی مقدار مقرر کر دی جائے اس لیے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس میں بہت افراط و تفریط اور حدود سے تجاوز کا خطرہ ہے یہ نہ اتنی کم ہونی چاہئے کہ ان پر اس کا کوئی اثر ہی محسوس نہ ہو اور ان کے بخل کا کوئی علاج ہی نہ ہو سکے۔ نہ اتنی زیادہ ہونی چاہئے کہ اس کا ادا کرنا مشکل ہو جائے، اسی طرح زکوٰۃ کی مدت کا بھی معاملہ ہے، نہ یہ مدت اتنی مختصر مناسب تھی کہ بار بار زکوٰۃ ادا کرنے کی نوبت آتی، نہ اتنی طویل کہ بخیلوں کو پوری چھوٹ مل جاتی اور محتاجوں اور ضرورتمندوں کا کوئی بھلا ہی نہیں ہو سکتا، مناسب یہی تھا کہ اس کا ایک ایسا قانون بنا دیا جاتا جس طرح عام طور پر بادشاہ اپنی رعایا کے لیے ٹیکس کی حد مقرر کر دیتے ہیں اس لیے کہ عرب و عجم سب اس کے عادی ہیں اور اس کو ایک ناگزیر چیز سمجھتے ہیں اور ان کے احساس کو اس سے کوئی تکلیف نہیں پہونچتی، خاص طور پر مسلمان جو کلفت کے بجائے الفت کا عادی اور خوگر ہے اس حکم کی تابعداری میں سب سے پیش پیش ہوگا۔" (حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۳۰)

زکوٰۃ کے بنیادی مصالح

بہت سے معاصر اہل قلم اور اہل فکر جو جدید معاشی فلسفوں اور علم الاقتصاد کی غیر معمولی اہمیت اور ہمہ گیری سے کم و بیش متاثر اور ذہنی طور پر مرعوب ہیں سارا زور زکوٰۃ کے اقتصادی اور اجتماعی مصالح و منافع پر دیتے ہیں اور اس کو صرف ایک عادلانہ ٹیکس قرار دیتے ہیں یا زیادہ محتاط الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کی تحریروں کو پڑھنے والا کم از کم ایسا محسوس کرتا ہے کہ ان کی رائے زکوٰۃ کے بارہ میں یہ ہے کہ دنیا کے معاشی نظاموں نے اب تک جتنے ٹیکس سوسائٹی پر عائد کئے ہیں، یہ اسلامی ٹیکس ان سب سے زیادہ منصفانہ حکیمانہ اور متوازن ہے۔ اس لحاظ سے وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ زکوٰۃ اس اشتراکیت (سوشلزم) کی نہایت مستحکم بنیاد ثابت ہو سکتی ہے جسے اسلام نے اپنی ترقی و عروج کے بہترین زمانہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ وہ (چند مستثنیات کو چھوڑ کر) زکوٰۃ کی اس حقیقی روح کو فراموش کر دیتے ہیں کہ جو اس کے پورے نظام میں جاری و ساری ہے، یہ روح ہے

عبادت اور تقرب الی اللہ کی، اس طرح وہ اس کے بنیادی مقصد اور اصل مصلحت وحکمت کو نظر انداز کردیتے ہیں یعنی نفس کو بخل، خود غرضی انانیت، فقراء کی حق تلفی اور قلب کی قساوت سے پاک صاف کرنا، اللہ تعالیٰ کی قبولیت ورضا حاصل کرنا اور فقراء وضعفاء کی دلداری اور ہمدردی کے نتیجہ میں مال میں پاکی اور نورانیت اور خیر وبرکت کا ظہور۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت اہتمام وتاکید کے ساتھ اس بنیادی مصلحت اور حقیقی فائدہ کا ذکر کیا ہے اور سب سے زیادہ زور اسی مرکزی نقطہ پر دیا ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔ (سورہ توبہ ۱۰۳)

آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجئے اس کے ذریعہ آپ انھیں پاک وصاف کردیں گے۔

زکوٰۃ اور سود کا موازنہ کرتے ہوئے ارشاد ہے:

وَمَا اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَاۤ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ (سورہ روم ۳۹)

اور جو چیز تم اس غرض سے دوگے کہ لوگوں کے مال میں پہنچ کر زیادہ ہوجائے سو وہ اللہ کے آگے نہیں بڑھتی اور جو تم صدقہ دوگے جس سے اللہ کی رضا طلب کرتے ہوگے، تو ایسے ہی لوگ عنقریب بڑھاتے رہیں گے۔

ابوداؤد میں ہے حضرت ابن عباسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نہیں فرض کی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ مگر اس لیے کہ اس کے ذریعہ تمہارا بقیہ مال ودولت پاک ہوجائے۔"

اس اساسی مصلحت کے بعد جماعت اور معاشرہ کی مصلحت آتی ہے جس میں معاشرہ کی خودکفالتی، غرباء کی اہم ضرورتوں کی تکمیل، سوسائٹی کے ہر ممبر کے لیے باعزت اور شریفانہ زندگی کے مواقع کی فراہمی، تاکہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرسکے اور مقصد حقیقی اور کمال اصلی تک پہنچ سکے۔

وہ علماء جنھوں نے کتاب وسنت اور دوسرے علوم اسلامیہ کا براہ راست اور گہرا مطالعہ کیا تھا اور اپنے کو خارجی اثرات سے محفوظ رکھا تھا اور جو صرف مدرسۂ نبوت سے واقف تھے اور گویا وہیں کے تعلیم یافتہ تھے۔ اور جنھوں نے اسلام کے فہم صحیح کے لیے صحیح راستہ منتخب کیا تھا وہ ان مصالح میں ترتیب اور فرق مراتب ہمیشہ ملحوظ رکھتے تھے اور ہر چیز کو وہی حیثیت دیتے تھے جو کتاب وسنت نے مقرر کردی ہے۔ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس بات کو صحابہ کرامؓ نے سمجھا پھر ان کے جانشین اس فہم صحیح کو میراث نبوت کی حفاظت کے ساتھ اپنی آئندہ نسلوں تک کرتے رہے ہم اس سلسلہ میں اسلام کے بعض ممتاز ترین علماء اور ائمہ کے اقتباسات پیش کرتے ہیں تاکہ ہمیں اس طرز فکر کا صحیح اندازہ ہوسکے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ زکوٰۃ کے بنیادی مصالح اور اس کے احکام کے اسرار اور حکمتوں کا ذکر کرتے ہوئے "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھتے ہیں،

جاننا چاہیے کہ زکوٰۃ میں سب سے اہم مصالح دو ہیں، پہلی مصلحت تہذیب نفس ہے اس لیے کہ نفس اور حرص وبخل کا چولی دامن کا ساتھ ہے، حرص بدترین اخلاق میں سے ہے جو معاد میں انسان کو سخت ہلاکت میں ڈال سکتی ہے جو حریص ہوگا مرتے وقت بھی اس کا دل مال میں اٹکا رہے گا اور اس کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، اگر زکوٰۃ کی مشق اس کو ہوگی تو یہ حرص اس سے ختم ہوچکی ہوگی جو بالآخر اس کو نفع پہونچائے گی،

انابت اور رجوع الی اللہ کے بعد معاد میں سب سے اعلیٰ اخلاق سخاوت نفس ہے، جس طرح رجوع الی اللہ، انابت وعبودیت، دعا اور تضرع سے عالم جبروت سے مناسبت اور قرب پیدا ہوتا ہے، اسی طرح سخاوت، خسیس اور پست دنیاوی صورتوں اور شکلوں کو توڑتی ہے اس لیے کہ وہ بہیمیت کی ضد ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ ملکوتی (فرشتوں والی صفات) غالب ہوں۔ اور بہیمانہ صفات ان سے دب جائیں، بلکہ ان کے رنگ میں رنگ جائیں اور ان پر بھی اس حکم کا اطلاق ہونے لگے جو ملکوتی صفات پر ہوتا ہے۔ اس کا راستہ یہی ہے کہ مال باوجود ضرورت واحتیاج کے راہ خدا میں خرچ کیا جائے، ظالم کو معاف کیا جائے، مصائب پر صبر کیا جائے، اور دنیاوی تکالیف ومشکلات آخرت کے یقین کی وجہ سے آسان وخوشگوار ہوجائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب چیزوں کا حکم دیا ہے اور ان کے حدود مقرر فرمادیئے ہیں، ان میں مال کا خرچ کرنا بھی ہے جو بہت سے حدود وقیود کے ساتھ وابستہ ہے اور اس کی اہمیت اتنی ہے کہ ایمان اور نماز کے ساتھ قرآن مجید میں جگہ جگہ اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل نار کے بارے میں فرماتا ہے؛

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝

(سورۂ مدثر ۴۳ تا ۴۵)

وہ کہیں گے ہم تو نہ نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ ہم غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی مشغلہ میں پڑے رہتے تھے

دوسری مصلحت کا تعلق شہر سے ہے اس لیے کہ ضعفاء واہل حاجت جمع ہوں گے اگر

ان کی ہمدردی واعانت کی یہ سنت نہ ہو تو وہ سب بھوک سے ہلاک ہوجائیں، اس کے علاوہ شہروں کا نظام مال پر قائم ہوتا ہے اور ان شہروں کی حفاظت کے ذمہ دار اور وہاں کے مدبرین ومنتظمین اپنی ان مشغولیات اور ذمہ داریوں کی وجہ سے کوئی باقاعدہ ذریعہ معاش اختیار نہیں کرسکتے، ان کی معیشت کا انحصار بھی اسی پر ہوتا ہے مشترک اخراجات یا چندے نہ سب کے لیے آسان ہیں نہ ممکن، اس لیے رعیت سے ان مصالح کے لیے مقررہ رقم وصول کرنا مناسب دستور ہے،

اور چونکہ مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ یہ دو مصالح باہم لازم وملزوم رہیں، اس لیے شرع نے بھی اس کو ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ رکھا ہے (حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۲۹)

علامہ بحر العلوم فرنگی محلی لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ ٹیکس نہیں، بلکہ دوسری عبادتوں کی طرح خالص اللہ کی عبادت ہے، وہ کہتے ہیں کہ:۔

"ادائیگی زکوٰۃ کے وقت نیت کی درستی بہت ضروری ہے، اس لیے کہ زکوٰۃ بہت بڑی عبادت ہے، جس طرح نماز کا مقصد سوائے حصول ثواب کے کچھ نہیں، چنانچہ نیت اس کے لیے فرض ہے، اگر بلانیت کے ادا کرے گا تو جس طرح نماز بلانیت کے نہیں ہوتی، زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہوگی، البتہ نماز بلانیت کے باطل ہوجاتی ہے، بخلاف زکوٰۃ کے جو بلانیت کے ہدیہ ہوجاتی ہے، چنانچہ ہدیہ کا ثواب اس کو ضرور حاصل ہوگا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نیکوکار کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔" (رسائل الارکان ص ۱۶۳)

زکوٰۃ کی نمایاں خصوصیات

زکوٰۃ کی بہت سی ایسی نمایاں خصوصیات ہیں جو انسان کے خود ساختہ قوانین اور حکومت کے عائد کردہ ٹیکسوں سے بہت مختلف ہیں، ان ... ما بہ الامتیاز خصوصیات نے زکوٰۃ کو ایک خاص رنگ اور مزاج بخشا ہے اس کو دینی تقدس اور پاکیزگی عطا کی ہے۔ اور اس کے اندر زندگی واخلاق پر اثر انداز ہونے اور خدا وبندہ کے تعلق کو استوار اور مستحکم کرنے کی ایسی قوت وصلاحیت پیدا کردی ہے جو کسی دوسرے دنیاوی ٹیکس میں (خواہ اس میں انصاف اور اعانت کو زیادہ سے زیادہ ملحوظ رکھا گیا ہو) نہیں ہے اور نہ ممکن ہے۔

تبشیر وانذار: ان خصوصیات میں سب سے نمایاں بنیادی اور مؤثر چیز ایمان واحتساب کی وہ روح ہے جو اس فریضہ میں جان ڈالتی ہے اس روح یا اسپرٹ سے رسمی ٹیکس سرکاری قوانین اور معاشی حد بندیاں قدرتی طور پر بالکل محروم ہیں، بلکہ اس کے برعکس ان میں ناراضگی، گرانی اور بددلی کا عنصر بہت نمایاں ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹیکس دینے والا یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ یہ ٹیکس اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے اور اس پر اجر وثواب ملے گا۔ بلکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ٹیکس لگانے والے خود اس جیسے انسان ہیں اور شاید اس سے بھی پست تر ہیں اور اس ٹیکس سے ہونے والی آمدنی زیادہ تر تعیشات، اپنے اقتدار کو محفوظ رکھنے یا چند اشخاص اور مخصوص پارٹیوں کے مفاد پر خرچ ہوتی ہے اس کے علاوہ ان ٹیکسوں کے ساتھ دینی ترغیب وترہیب کی کوئی قوت نہیں ہوتی بلکہ اس کے بجائے جرمانے، دھمکیاں، سزائیں اور خشک سخت قوانین ہوتے ہیں جن سے عوامی ناراضگی اور بے اطمینانی وبے چینی میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

ان حکمتوں کی وجہ سے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا، قرآن وحدیث اور نبوی تعلیمات میں زکوٰۃ کا ذکر ہمیشہ فضائل، دنیا وآخرت میں اس کے نتائج وثمرات، اجر وثواب، مال ودولت میں برکت، یا زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو عذاب الیم کی وعید اور بے برکتی کے ساتھ کیا گیا ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (سورۂ بقرہ ۲۶۱-۲۶۲)

جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کے مال کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک دانہ ہے کہ اس سے سات بالیاں اگیں ہر بالی کے اندر سو دانے ہوں، اور اللہ جسے چاہے افزونی دیتا رہتا ہے، اللہ بڑا وسعت والا ہے، جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرچکے ہیں اس کے عقب میں احسان واذیت سے کام نہیں لیتے ان کے لیے اس کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف (واقع) ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اسی کے ساتھ (جو انسان کی ضرورت اور فطرت بشری کا تقاضا ہے) مال جمع کرنے فقراء واہل حاجت کی حق تلفی کرنے، حقوق اللہ میں کوتاہی محض لالچ اور حرص اور اپنا دل خوش کرنے کے لیے سرمایہ جمع کرنے کے شوق اور مال سے عشق پر بار بار تنبیہ اور وعیدوں سے کام لیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ

فِیْ نَارِ جَہَنَّمَ فَتُکْوٰی بِہَا جِبَاہُہُمْ وَ
جُنُوْبُہُمْ وَظُہُوْرُہُمْ ہٰذَا مَا
کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ
تَکْنِزُوْنَ۔ (سورہ توبہ ۳۴-۳۵)

اور جو لوگ کہ سونا چاندی جمع کر کر کے رکھتے ہیں۔ اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں آپ انہیں ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے، اس روز (واقع ہوگا) جبکہ اس (سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیوں کو اور ان کے پہلوؤں کو اور انکی پشتوں کو داغا جائے گا، یہی ہے وہ جسے تم اپنے واسطے جمع کرتے رہے تھے سو اب مزا چکھو اپنے جمع کرنے کا،

اسی طرح لسان نبوت نے زکوٰۃ دینے والوں کو مختلف بشارتیں (اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لیے وعیدیں) سنائی ہیں اور اس کو مال واولاد اور دنیا وآخرت دونوں جگہ باعثِ برکت اور بلعثِ نجات بتایا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صدقہ کی وجہ سے آدمی کا مال کبھی کم نہیں ہوتا، اور معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندہ کو عزت ہی عطا فرماتا ہے اور جب کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع سے کام لیتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہے" (مسلم)

ایک اور موقع پر ارشاد ہوا ہے کہ کوئی صبح بندوں پر ایسی نہیں گزرتی کہ دو فرشتے نہ اترتے ہوں جن میں ایک یہ کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما۔ اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ اے اللہ بخیل کے مال کو تلف کردے،، (بخاری و مسلم)

(ارکان اربعہ)

خط وکتابت کرتے وقت
خریداری نمبر اور اپنا پتہ
صاف اور خوش خط تحریر فرمائیں (ادارہ)

(بقیہ) سوال وجواب

واجب ہے اور اگر اس میں قوت نہ ہو تو یاد دلانا ضروری نہیں ہے۔

س:۔ کیا سر میں تیل لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

ج:۔ سر میں تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

س:۔ کیا کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

ج:۔ کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اعتکاف کے مسائل

س:۔ کوئی شخص رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف توڑ دے تو اس پر قضا لازم ہے یا نہیں؟

ج:۔ جس دن اعتکاف توڑ دیا ہو فقط اس دن کے اعتکاف کی قضا روزہ کے ساتھ ضروری ہے بقیہ دنوں کی قضا ضروری نہیں البتہ اگر کوئی شخص رمضان کے بعد پورے عشرے کی قضا مع الصوم کرے تو بہتر ہے۔

س:۔ کیا اعتکاف کی حالت میں خاموش رہنا مکروہ ہے؟

ج:۔ حالت اعتکاف میں بالکل چپ رہنا مکروہ ہے معتکف کو چاہئے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے، ذکر میں مشغول رہے یا کسی دینی کتاب کا مطالعہ کرے۔

س:۔ کیا معتکف اپنے گھر جاکر کھانا لاسکتا ہے؟

ج:۔ نہیں! اپنے گھر کھانا لانے نہیں جاسکتا اس کا انتظام کرنا ہوگا۔

س:۔ رمضان کے آخری عشرے کے اعتکاف کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

ج:۔ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنا سنت کفایہ مؤکدہ ہے، اگر اہل محلہ میں سے کوئی بھی محلہ کی مسجد میں اعتکاف کرے تو سارے محلہ والوں کی طرف سے کافی ہوگا۔ ورنہ سارے محلہ والے گنہگار رہوں گے۔

Twin
CONSTRUCTIONS
BUILDERS & DEVELOPERS
اعلیٰ تعمیر۔ پرفضا مقام
بہترین جائے وقوع
اعلیٰ معیاری ماحول اور اعلیٰ ذوق کے افراد کے لئے
تین بلڈنگوں پر مشتمل آفسوں اور دوکانوں کے لئے
تشریف لائیے
انٹرنیشنل ایرپورٹ سے قریب جدید طرز اور گلاس لفٹ گیرانائٹ اور جدید انداز پر مشتمل ہے۔ تعمیری کام تیزی سے جاری ہے۔
آئیے
اور ٹوان کنسٹرکشن کمپنی کی پیش کش قبول کیجئے ــــ
Regd. Office :
Twin Complex Phase I, Office No. 201, Opp. Marol Fire Brigade.
Marol Maroshi Road, Andheri (E), Bombay - 400 059
Tel. Fax : 850 1150 - 850 9321 - 850 3227

علامہ عبودی ہندوستان میں

مولانا عبداللہ عباس ندوی

میری سیٹ سے متصل برابر کی سیٹ پر ایک دولت مند ہندو تھے، ان کی دولت مندی یا ان کے "بڑے آدمی" ہونے کا اندازہ مجھے ان کے تن و توش سے ہوا، مزید ایک اچھی بات ان کے اندر دیکھی کہ وہ ایک گلابی قسم کے رومال سے ناک صاف کر رہے تھے، اور ان کے بار بار چھینکنے سے نزلہ کی تراوشں سے میں محفوظ تھا، ورنہ یہاں بہت سے لوگ ایسے بھی دیکھے جو رومال استعمال کرنے کا تکلف نہیں کرتے۔ وہ میری طرف مخاطب ہوئے اور معلوم کیا کہ میں کہاں کا رہنے والا ہوں، میں نے اپنے ملک کا نام بتایا تو جھٹ بول اٹھے "جو پاکستان کا دوست ہے"!

"اور ہندوستان کا بھی" میں نے جملہ مکمل کیا، یہ سن کر وہ خاموش تو ہوگئے مگر ان کے چہرے کے تناؤ اور پلکوں کو ناگواری کے ساتھ جھکا لینے سے اندازہ ہوا کہ انھوں نے میری بات تسلیم نہیں کی، مگر میں نے سوچا ان سے بات جاری رکھی جائے میں نے کہا! آپ کو معلوم ہے کہ ہندوستان اور سعودی عرب کے درمیان تعلقات کے فروغ میں کیا بات حائل ہے؟ جواب ملا "No" ذرا زور دے کر کہا۔

عرض کیا: ہم لوگ اسلامی عقیدہ کے پابند ہیں یہ عقیدہ ہمیں رواداری، پاسِ عہد اور انسانوں کے درمیان نفرت کے بجائے ہمدردی اور حسن سلوک کی دعوت دیتا ہے۔

"تو پھر یہ مسلمان ہندوؤں کو قتل کیوں کرتے ہیں؟ موصوف کا اشارہ اس زمانے کے ان فسادات کی طرف تھا جس کی خبریں اخبارات میں آرہی تھیں۔

میں نے کہا میں تو پردیسی ہوں مگر یہ کتنا غلط ہے کہ مسلمان ہندوؤں کو قتل کرتے ہیں، وہ اس ملک میں تعداد کے لحاظ سے اقلیت میں ہیں، فوج اور پولیس کی اسامیوں پر ہندو بھائی قابض ہیں، کوئی فساد ہوتا ہے تو پولیس مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیتی بلکہ معمولی انصاف سے بھی محروم رہتے ہیں، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کس طرح ہندوؤں کو مار سکتے ہیں۔

یہ سن کر ایسا محسوس ہوا کہ موصوف کچھ قائل ہوگئے۔ آدمی پڑھے لکھے معلوم ہو رہے تھے۔ میں نے اپنی بات جاری رکھی اور کہا مسلمانوں پر یہ الزام اس وقت عائد کیا جاسکتا تھا جبکہ وہ اس ملک کے حکمراں تھے اور غیر مسلم ان کے تابع تھے۔ اگر وہ خونخوار ہوتے تو یہ کام اس وقت یعنی آج سے آٹھ سو برس پہلے زیادہ آسانی سے کرسکتے تھے۔ اس زمانہ میں مواصلات کا نظام ابتدائی دور میں تھا، ایک شہر کی خبر دوسرے شہر میں دیر سے پہونچا کرتی تھی، کسی کو عالمی رائے عامہ کے مخالف ہونے کا خطرہ نہیں تھا، ان میں اقوام متحدہ قسم کا کوئی عالمی ادارہ نہیں تھا جہاں جاکر ایک دوسرے کے خلاف واویلا مچاتے، اگرچہ اب بھی کوئی ملک اپنی ضد پر آجائے تو اقوام متحدہ کا ادارہ اس کو غلط اقدام سے روک نہیں سکتا، اس زمانہ میں تو سرے کوئی طاقت تھی ہی نہیں جو ظالم اور مظلوم کے درمیان حائل ہوتی، اگر مسلمان چاہتے تو اپنے دور حکومت میں غیر مسلموں کا صفایا کرسکتے تھے۔ اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں مسلمان "انسان دشمن" قوم کبھی نہیں رہے۔ اور اب بے چارے یہاں نہ کوئی طاقت رکھتے ہیں، نہ ان کی ٹریننگ ہے اور نہ اسلحہ ہے ہر طرح سے بے بس اور کمزور ہیں یہ کس طرح ہندوؤں کو قتل کرسکتے ہیں؟

"میرے مخاطب میری بات سے مطمئن ہوئے یا نہیں مگر خاموش ضرور ہوگئے۔"

مذکورہ بالا اقتباس علامہ شیخ محمد ناصر العبودی کے تازہ سفرنامہ ہند سے ترجمہ کیا گیا ہے، اس کا نام ہے "الرحلات الہندیہ: راجستھان (بلاد الملوک)" ہے، راجستھان کا شیخ نے ترجمہ کیا ہے" راجاؤں کا دیس (بلاد الملوک) کیونکہ راجہ بادشاہ یا حاکم کو کہتے ہیں، اور "استان" ملک یا سرزمین کے معنی میں مستعمل ہے جیسے افغانستان بلوچستان، پاکستان۔

ہندوستان کے چار سفرنامے شیخ محمد ناصر العبودی لکھ چکے ہیں جس میں ایک تو یہی سفرنامہ ہے جس کا اقتباس دیا گیا اور ایک مغربی ہندوستان کرناٹک مہاراشٹر کی سیاحت سے متعلق ہے شمالی اور مشرقی ہند کے سفرنامے ابھی چھپے نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ شیخ کے سفرنامے تعداد میں سو کے لگ بھگ ہیں، جس میں ۵۳ سفرنامے شائع ہوچکے ہیں جنھیں سعودی عرب کے مختلف شہروں کی لٹریری اکیڈمیوں نے شائع کیا ہے۔

موصوف اس وقت رابطہ عالم اسلامی کے ڈپٹی جنرل سکریٹری ہیں، اس سے پہلے وہ بڑے دینی مناصب پر فائز رہ چکے ہیں، قصیم ان کا وطن و مولد ہے، عمر ساٹھ سے متجاوز ہے، تعلیم مملکت کے اندر حاصل کی ہے جب جامعہ اسلامیہ

مدینہ منورہ قائم ہوئی تو اس کے پہلے رجسٹرار اعلی (شعبوں کے سربراہ الامین العام) تھے اس زمانہ میں افریقہ کے متعدد ممالک کی سیاحت کی تھی اور اس کا ضخیم سفرنامہ (فی افریقیا الخضراء) شائع ہوا تھا' اس کے بعد موصوف' امیر سلطان بن عبدالعزیز کے تحفظ خاص دینی دعوت کی تنظیم میں سکریٹری تھے' عربی زبان ان کی مادری زبان ہے جس کے وہ صاحب قلم ادیب ہیں انھوں نے دنیا بھر کی سیاحت کی ہے یورپ' امریکہ' (شمالی اور جنوبی) افریقہ اور ایشیا کا کوئی شہر ان سے نہیں چھوٹا ہے' ان کے سفرناموں کا اصل موضوع تو مسلمانوں کے تعلیمی مراکز' مدارس' دینی انجمنوں اور اداروں کو دیکھنا اور ان کی ضروریات کو معلوم کرنا اور حکومت سے امداد کی سفارش کرنا ہے نیز ہر جگہ کے مسلم عمائد اور دینی خدمات میں حصہ لینے والوں سے تعارف حاصل کرنا ہے. اس لئے وہ جہاں بھی گئے ہیں ملک کا صرف جغرافیائی نقشہ نہیں بلکہ علمی سروے بھی کیا اور وہاں کی معاشرتی سماجی' اجتماعی حالات کا گہرائی سے مطالعہ کیا اور بہت باریک بینی کے ساتھ ان کی تصویر کشی کی ہے' جس سفرنامہ کا اقتباس اوپر دیا گیا اس میں ہندوستانی سیاست اور مسلم دشمن تنظیموں کی معلومات افزا اور جزئیات کے ساتھ تفصیل قلم بند کی ہے. مسلمانوں کی کمزوریاں بھی بیان کی ہیں اور خدمتوں کا بھی اعتراف کیا ہے' مگر نپے تلے الفاظ میں اور انصاف کے ساتھ لکھی ہے' ان کی مجبوریاں اور قیادت کی ذمہ داریوں کو بھی اجاگر کر دکھایا ہے' سفرنامہ کی زبان ادبی اور اسلوب عالمانہ ہے. موصوف نے اپنے تمام سفرنامے روزنامچوں کی شکل میں ترتیب دی ہے.

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی' دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کیلئے شائع کیجاتی ہیں ان کا احترام آپ پر فرض ہے. لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں.

رمضان المبارک

— افسر بنگلوری

سکونِ دل و جاں کرم کی ہوائیں — معطر معطر بہشتی فضائیں
برسنے لگیں بخششوں کی گھٹائیں — قبول خدا ہیں دلوں کی دعائیں
خوشا رحمتوں کا پیام آگیا ہے — مسلمانو! ماہ صیام آگیا ہے

ہر اک گام پر نور ونکہت کی بارش — خدا کے کرم کی عنایت کی بارش
نجات اور مہر و مروت کی بارش — مسلسل شب و روز رحمت کی بارش
تمہیں مومنو! ماہِ رمضاں مبارک
مبارک ہو یہ فصلِ یزداں مبارک

نکھرتا ہے اس ماہ میں نورِ ایماں — اسی ماہ دنیا میں آیا ہے قرآں
اسی میں کئے جاتے ہیں قید شیطاں — اسی ماہ کو کہتے ہیں ماہ سلطاں
یہ فرمان ہے خاتم الانبیاءؐ کا
ہے اس ماہ کا مرتبہ سب سے اونچا

سمجھتی ہے دنیا جنھیں بھوکے پیاسے — مقدر تو دیکھے ذرا اُن کا آ کے
فرشتے بھی رفعت کو ان کی نہ پہونچے — خدا بھی ہے ان کا محمدؐ بھی ان کے
الگ سب سے ہے ایسے بندوں کا رتبہ
خدا جن کو دیتا ہے توفیق روزہ

جو روزہ رکھے گا نمازیں پڑھے گا — ملے گا اسے قبر میں بھی اُجالا
وہی ہوگا حقدار خلدِ بریں کا — اُسی کا ہے افسر یہ دنیا وہ عقبیٰ
اسے ہوگی حاصل رضائے الٰہی — اسی کو ملے گی شفاعت نبیؐ کی

پروفیسر خلیق احمد نظامی کی وفات

امت اسلامیہ ہندیہ کا ایک بڑا علمی خسارہ

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی —

۱۵ ر دسمبر کو پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی. اور وہ علمی دنیا میں ایک ایسا خلا چھوڑ گئے جس کو عرصہ تک محسوس کیا جائے گا. وہ علم کے صرف جویا نہ تھے بلکہ علم کے خزانہ میں اضافہ کرنے والے تھے. اور نئی وبیش بہا تحقیقات سامنے لانے والے محقق تھے. وہ عہد کے لحاظ سے جدید زمانہ میں تھے اور علمی انہماک اور کام کی مقدار کے لحاظ سے پرانی نسل کے فرد معلوم ہوتے تھے. جس کے متعلق کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ایک آدمی کے بجائے اکاڈمی تھے. انھوں نے علمی زندگی کو صرف اختیار ہی نہیں کیا تھا. بلکہ وہ اس میں غرق ہو گئے تھے. انھوں نے تاریخ کو اپنا موضوع بنایا، پھر اس کا پورا حق ادا کیا. برصغیر کی اسلامی تاریخ کو موجودہ نسل کے سامنے اس کی صحیح شکل میں اور علم و تحقیق کے معیار پر پورا اترنے والے نہج پر پیش کرنے کا کام جدید مسلمان مورخین اس طرح انجام نہیں دے رہے تھے جس طرح کی ضرورت تھی، یہ ایک ذمہ داری تھی بلکہ ایک فرض تھا، جس کو پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب نے بجا طور پر محسوس کیا اور اس ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی. ان کی تیار کردہ کتابوں میں برصغیر کی مائہ ناز اور حالات پر اثر انداز ہونے والی شخصیتوں کو جس طرح پیش کیا گیا ہے وہ صرف ایک علمی کارنامہ ہی نہیں ہے بلکہ اس علمی فریضہ کی ادائیگی کا ایک بیش قیمت نمونہ ہے جو برصغیر کے اہل علم کے ذمہ چلی آ رہی تھی.

پروفیسر صاحب نے برصغیر کے مسلم دور میں کام کرنے والی عبقری شخصیتوں کے فکر انگیز پہلوؤں اور انقلاب انگیز کارناموں کو اجاگر کیا جن میں سے کئی شخصیتوں کے بعض پہلو بڑی حد تک پہلی بار سامنے لائے ہیں. ان میں ممتاز خصوصیات کے سلاطین بھی ہیں. اور جنگ آزادی کے اہم مسلم زعما بھی.

پروفیسر صاحب علمی و تحقیقی مزاج کے ساتھ درد مند دل بھی رکھتے تھے انھوں نے مسلم تاریخ سے ایسی شخصیتوں کو خاص طور پر چنا جنھوں نے مسلمانوں کی سیرت و اخلاق پر گہرا اثر ڈالا. یہ صوفیائے کرام تھے جن کی دلنواز و پر اثر شخصیتوں اور نرم و محبت بھرے کردار نے برصغیر کے انسانی چہرے کے خدوخال بدل دیئے اور آج مسلم امت کی دین و مذہب سے جو وابستگی ہے اس میں ان صوفیہ حضرات کی کوششوں کا اثر سب سے زیادہ ہے، پروفیسر صاحب نے اپنی تصنیفات میں اپنی اختیار کردہ شخصیات کے ان پُر اثر کارناموں کو نمایاں کیا جو عام نظروں میں نہیں آئے تھے.

پروفیسر صاحب نے مسلم ہندوستان کی تاریخ پر ایک کتب خانہ تیار کر دیا جو ایک مصنف کے قلم سے ہونے کے لحاظ سے عظیم اور بلند علمی معیار کے لحاظ سے بہت ہی قابل قدر ہے.

پروفیسر صاحب اپنے علمی مزاج کے ساتھ اخلاق، دوست نوازی، اصحاب علم سے الفت طالبان علم کے ساتھ شفقت میں بھی ممتاز تھے اپنی ان صفات سے بھی انھوں نے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا. دراصل وہ جس ماحول کے تربیت یافتہ تھے اس میں بڑائی کے ساتھ تواضع اور علم کے ساتھ دین سے تعلق کا مزاج بنتا تھا اور یہ مزاج پروفیسر صاحب میں نمایاں محسوس کیا گیا. ان کو وہ دنیاوی وجاہت اور بڑائی کا حصہ وافر ملا تھا. وہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں صدر شعبہ سے وائس چانسلر کے عہدہ تک پہونچے ان کو ان کی علمی کاوشوں پر اعلیٰ انعامات ملے وہ عرب دنیا میں اپنے ملک کی سفارت پر بھی رہے. یونیورسٹی سے ریٹائر ہونے کے بعد دنیائے علم کی پُر وقار مجلسوں میں ممتاز حیثیت سے شریک ہوتے ان کے علمی مقام کو احترام کے ساتھ تسلیم کیا جاتا تھا لیکن اس سب کے باوجود ان سے کوئی بھی علم کا جویا ملتا. تو ہمدردی اور مدد کا ضرورت محسوس کرتا، وہ اس کو مشورہ دیتے، اور فائدہ پہونچاتے. وہ کہیں بھی علم سے دلچسپی کی فضا دیکھتے تو دلچسپی لیتے اور اپنی خوشی کا اظہار کرتے، اپنے اس علمی مزاج اور دینی رجحان کی بنیاد پر ان کو مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ سے بھی خصوصی تعلق تھا. اور مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ بھی ان سے خصوصی ربط رکھتے تھے. دونوں ایک دوسرے کی بڑی قدر کرتے، ملاقات پر مسرت وتعلق خاطر کا بڑا اظہار ہوتا. ایسا محسوس ہوتا کہ عرصہ سے دونوں ایک دوسرے سے ملاقات کے متمنی رہے ہوں اور بڑے انتظار کے بعد ملاقات ہوئی ہو، دونوں جمع ہو جانے پر علمی گفتگو ایسے شوق و ذوق سے کرتے کہ سننے والے کو لطف حاصل ہوتا، اور قیمتی فائدہ پہونچتا،

پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب ہی کی خواہش پر مولانا نے آکسفورڈ سنٹر فار اسلامک اسٹڈیز کی رکنیت اور صدارت قبول کی اور اس کے ٹرسٹی بورڈ کے سالانہ جلسہ میں شرکت کا سبب زیادہ تر

پروفیسر صاحب کا پاس خاطر ہوتا۔ بلکہ بعض موقعوں پر مولانا فرماتے کہ وہاں کئی روز پروفیسر خلیق صاحب کے ساتھ گذارنے کا موقع ملے گا۔ پروفیسر خلیق صاحب کا مولانا سے ربط و تعلق غالباً دو وجوہ سے تھا۔ ایک تو تاریخ کے موضوع سے دلچسپی میں اشتراک کہ مولانا بھی تاریخ سے خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ اور یہ دلچسپی ان کو اپنے والد سے ورثہ میں ملی ہے جو کہ برصغیر کی اسلامی تاریخ کے عظیم افراد اور برصغیر کی ثقافتی و علمی تاریخ پر عربی میں بڑی مفید جامع اور وسیع کتابیں لکھ چکے ہیں۔ پروفیسر خلیق صاحب نے کئی بار اس کارنامہ اور کارنامہ والے کو سراہا ہے۔ دوسری وجہ مولانا کا برصغیر کی عظیم تاریخ اصلاح و جہاد کے زعیم حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے خاندانی تعلق تھا جس کا وہ پاس و لحاظ حضرت شہیدؒ سے اپنے گہرے تأثر کی بنا پر کرتے تھے حضرت سید شہیدؒ سے پروفیسر صاحب کا تعلق ان کے دینی احساس و مزاج اور اسلامی دینی ذوق کی بنا پر تھا، انھوں نے ان کی شخصیت پر باقاعدہ سمینار میں توسیعی خطبہ بھی دیا۔

پروفیسر صاحب کا خاندان علم و دین دونوں سے وابستگی رکھنے والا خاندان تھا۔ ان کے ماموں جن کی صحبت سے بھی انھوں نے فائدہ اٹھایا تھا ایک باکمال اور سادہ زندگی کے حامل عالم دین تھے اور علمی شغف و ذوق میں سرشار رہنے والی شخصیت تھے پروفیسر صاحب نے یقیناً ان سے بھی اپنے تاریخی ذوق کا کچھ حصہ حاصل کیا ہوگا۔ وہ مولانا نسیم احمد صاحب فریدی رحمۃ اللہ علیہ تھے جنھوں نے ہندوستان کے کئی بزرگوں اور بلند پایہ علمی شخصیتوں کی سوانح نگاری اور ملفوظات کا ترجمہ کرنے اور جمع کرنے کا کام کیا تھا،

اس خاندان کا تعلق اصلاً امروہہ سے ہے اور پورا گھرانہ علمی فضا رکھتا رہا ہے خود پروفیسر صاحب کے صاحبزادگان نے بھی علمی راہوں کو ہی اختیار کیا ہے اور ان کے ایک صاحبزادہ ڈاکٹر فرحان نظامی تو آکسفورڈ یورپ میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے ساتھ وہیں ایک اسلامی سنٹر قائم کرنے کا ذریعہ بنے جو آکسفورڈ یونیورسٹی جیسی خالص اعلیٰ مغربی ذہن کی حامل درسگاہ کے قلب میں ایک اسلامی مرکز علمی قائم کرنے کا طرفہ ہے اور یہ کام انھوں نے دراصل اپنے عظیم والد کی مدد سے کیا جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ کے صدر پھر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور ملک شام (سوریا) میں ہندوستان کے سفیر رہ چکے تھے۔ اور ان کے اس اعلیٰ مقام کا لحاظ ہندوستان میں کئے جانے کے ساتھ باہر کی یونیورسٹیوں میں بھی کیا جاتا تھا۔ آکسفورڈ سنٹر فار اسلامک اسٹڈیز کے متعدد علمی منصوبوں کی تجویز پھر اس کے کاموں کی انجام دہی اور فکر میں پروفیسر خلیق صاحب کا اولین حصہ رہا، خاص طور پر اسلام سے تعلق رکھنے والے منصوبے جو ایک وسیع اسلامی تاریخ اور مسلم تاریخ کا ایک اعلیٰ معیار کا وسیع اٹلس کی تیاری پر مشتمل ہیں۔

پروفیسر صاحبؒ سے میرا تعارف دراصل حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہٗ کے تعلق سے ہوا۔ پھر اسی تعلق کی بنا پر مجھے آکسفورڈ کے متعدد سفروں میں شرف رفاقت حاصل ہوا نیز بعض ان علمی اداروں کی مجلس عاملہ میں مجھے بھی رکنیت کی سرفرازی حاصل ہے جس میں پروفیسر صاحب رکن رکین تھے، خاص طور پر دارالمصنفین اعظم گڑھ، اور مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ اور آکسفورڈ کا اسلامی سنٹر۔ چنانچہ پروفیسر صاحب کی مجلسوں میں بیٹھنے اور ان سے مانوس ہونے اور ان کی شفقت سے متمتع ہونے کا موقع ملا میں نے اس طرح ان کو قریب سے دیکھا اور انھوں نے میرے ساتھ خصوصیت کا معاملہ کیا جو میرے لیے مسرت کے ساتھ شرف کی بھی بات ہے — پروفیسر خلیق صاحب کی وفات برصغیر کی امت اسلامیہ کیلئے ایک بڑا سانحہ ہے اور ایک بڑا علمی خسارہ ہے خاص افسوس کی بات یہ ہے کہ ایسے عظیم افراد آہستہ آہستہ اٹھتے جاتے ہیں۔ اور انکی جگہ لینے والے اس تعداد میں نہیں بن پا رہے ہیں جس تعداد میں وہ اٹھتے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پروفیسر صاحب کو ان کی ان کوششوں کا بہترین صلہ عطا فرمائے اور ان کی علمی کاوشوں کو امت اسلامیہ کے لیے استفادہ کا قیمتی ذریعہ بنائے آمین

دِل کی گہرائیوں میں اُتر جانے والا

مٹھاس کی دنیا میں ایک ہی نام

طہورا سوئیٹس

جہاں کی مٹھائیاں ہر دل کو بھا رہی ہیں

اسپیشل مٹھائیاں

• افلاطون • نان خطائیاں • ڈرائی فروٹ برفی
• انجیر برفی • اخروٹ برفی • ملائی برفی
• ملائی مینگو • پائناپل حلوہ • دودھی حلوہ
• گلاب جامن نیز قسم قسم کے لڈو اور مختلف قسم کی مٹھائیاں۔

٢٢٥/٣٥، بلاسس روڈ، ناگپاڑہ جنکشن، بمبئی ٨
فون نمبر:- ٣٠٨٤٧٧٣ - ٣٠٩١٣١٨

دعوت اور تحریکِ اسلامی — متبادل راستہ

مولانا سید واضح رشید ندوی — ترجمہ:- محمد شعیب پرتاپ گڑھی

اس زمانہ میں اپنے حقوق حاصل کرنے، دوسروں کے ظلم و زیادتی کے خلاف آواز اٹھانے اور صورت حال کی تبدیلی کا عام طریقہ کسی تحریک، محاذ کا قیام یا عوامی تائید و طاقت کا مظاہرہ ہے، جس سے اپنے مطالبات کو تسلیم کروایا جا سکے، اس کے وسائل میں بھوک ہڑتال، اسٹرائک، جلوس و ریلیاں، دھرنا، اخباری بیانات اور بعض حالات میں تشدد اور طاقت استعمال کرنے تک نوبت آجاتی ہے، کوئی انسان کتنا ہی ضعیف ہو لیکن جب اپنی بےکسی و مظلومی اور حقوق سے محرومی کا احساس حد سے بڑھ جاتا ہے تو نہ صرف دلوں میں نفرت و عداوت اور معاملات میں تلخیاں پیدا ہو جاتی ہیں بلکہ ان اقدامات کے نتیجہ میں اس میں شدید رد عمل کی وجہ سے حرکت اور قوت عمل اور قربانی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ نتائج کی پرواہ نہیں کرتا اور اپنے مخالف کو نقصان پہونچانا ہی اس کے جذبہ کی تسکین کا باعث ہوتا ہے، اس سے دونوں فریقوں کے درمیان کشمکش میں اضافہ ہوتا ہے، اور طاقتور طبقہ ان کے استیصال و بیخ کنی کی کارروائی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

لیکن کبھی کبھی طاقتور طبقہ ان کے مطالبات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، اور اگر وہ ان کے مطالبات کو رد کر دیتا ہے، تو کمزور طبقہ دست درازی کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہر حال میں نفرت و کدورت اس کا لازمی نتیجہ ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ وسائل زیادہ تر انھیں ملکوں میں استعمال کئے جاتے ہیں جہاں جمہوری حکومت کے زیر سایہ ہر شخص حریت فکر و رائے، آزادی عمل، اور دیگر شہری حقوق کی نعمتوں سے پوری طرح بہرہ مند ہوتا ہے۔

مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک اور طریقہ ہے، جو کشمکش اور ٹکراؤ سے محفوظ ہے، یہ ضمیر انسانی کو بیدار کرنے اور مذاکرات کا راستہ ہے کیونکہ جب کبھی بڑے سے بڑے سرکش و متکبر، ظالم و جابر حتیٰ کہ درندہ صفت سفاک و خونریز انسانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑا جاتا ہے اور ان کے دلوں پر چوٹ لگائی جاتی ہے تو وہ بھی پگھل جاتے ہیں، نیز اس طریقۂ عمل سے دو مخالف فریقوں میں محاذ آرائی یا کسی کشمکش کی کیفیت بھی نہیں پیدا ہونے پاتی۔ لیکن بعض بلند بانگ دعووں کے دلدادہ، نام و نمود کے طالب، اونچے اونچے عہدوں کے حریص و لالچی، یا بعض اپنی طاقت و قوت، اثر و رسوخ، شہرت و مقبولیت کے نشہ میں مخمور مفاد پرست سیاسی قائدین اس طریقۂ عمل سے نہ صرف اعراض کرتے بلکہ اسے ناپسند کرتے ہیں، عصر حاضر میں اس احتجاج و بغاوت، مقابلہ آرائی و دہشت گردی کی یہ ذہنیت صرف مغربی افکار اور ان تخریبی تحریکات کا نتیجہ ہے جنھیں اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کی راہ میں نہ اقدار و ضوابط نہ اصولوں کی پرواہ ہوتی ہے، اور نہ ہی کسی نقصان کی فکر ہوتی ہے، اس ذہنیت کی عمومیت کا حال یہ ہو گیا ہے کہ حکومت بھی کبھی صورت حال میں کشیدگی پیدا ہونے کے خطرے اور کبھی جانی و مالی نقصانات کے خوف سے اور کبھی بعض دیگر مصلحتوں کے پیش نظر اپنے موقف سے دستبردار ہونے پر مجبور جاتی ہے لیکن بعض حکومتیں بالکل اس کے برعکس رویہ اختیار کرتی ہیں وہ اس بغاوت کو ختم کرنے اور شورش کی اس آگ کو بجھانے کے لئے طاقت کا استعمال کرتی ہیں، جس سے نہ صرف احتجاج کرنے والے باغی گروہ کو زبردست خسارہ اور نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے بلکہ ان کے ساتھ اس صورت حال کو دل سے ناپسند کرنے والے بھی اس مصیبت میں گرفتار اور ان پریشانیوں کا شکار ہوتے ہیں۔

بعض مسلم ممالک میں انھیں سیاسی تحریکات کے اثر نیز کچھ سخت و ناگوار اقدامات کی وجہ سے اور اپنی سیاسی اہمیت کے غلط اندازہ کے نتیجہ میں بعض اسلامی تنظیمیں بھی اسی وبائی ذہنیت کا شکار ہو گئی ہیں، اس طریقے سے وہ خود ہی ظلم و زیادتی کا شکار رہتی اور اپنی سرکوبی و بیخ کنی کا سامان کرتی ہیں اور اپنے ہم خیال لوگوں کے لئے بھی باعث زحمت بنتی ہیں، اس طریقۂ کار سے بعض اسلامی تحریکات کو ایسے خطرناک نقصانات برداشت کرنے پڑے جن کی ایک طویل مدت تک تلافی مشکل ہے اس سے تلخیوں اور شکوک کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور دشمنوں کو فائدہ اٹھانے کا موقع ملا ہے کو دور کرنا دشوار ہے۔

احتجاج و مقابلہ آرائی کی سنگینی وہاں دوبالا ہو جاتی ہے جہاں مسلمان اقلیت میں اور چاروں طرف سے غیر مسلم طاقتوں کے نرغے میں ہوں، نیز ان میں نااتفاقی و غلط فہمی اور تلخیوں کا بازار گرم ہو، چنانچہ ایسے پرخطر ماحول میں جب مسلمان ریلیاں نکالیں یا سڑکوں پر آکر نعرے بازیاں کریں گے، جس سے غیروں کا مفاد متاثر ہو، تو وہ حکومت کے کسی اقدام سے قبل خود ہی ان کے مقابلہ میں آجائیں گے، جس کا تجربہ مسلمانوں نے بابری مسجد کے قضیہ میں ہندوستان میں کیا، اس کی بازیابی کے لئے اختیار کردہ طریقۂ عمل سے ان کے مسائل سلجھنے کے

بجائے الجھتے ہی چلے گئے، بعض اسلامی ملکوں میں بھی اس سیاسی حکمت عملی کو آزمایا گیا تو شدید نقصانات سامنے آئے، جس نے انھیں شاہراہ ترقی سے کوسوں دور پھینک دیا۔

ترکی میں حالات بدلنے شروع ہی ہوئے تھے، اور قریب تھا کہ ترکی اپنی پرانی تاریخ کا ورق پلٹے کہ وہاں کے بااثر سرکاری عہدوں، علوم وفنون اور اقتصادیات کے میدان سے اسلامی رجحان رکھنے والوں کا پوری طرح صفایا کر دیا گیا، حتی کہ بعض لیڈر عربی زبان میں اذان دینے، داڑھیاں رکھنے، پردہ اور مشرقی لباس پر پابندی کا مطالبہ بھی کرنے لگے، اور ابتدائی دینی تعلیم گاہیں بند کر دی گئیں، دینی رجحان خیانت کے مرادف سمجھا جانے لگا، اب حال یہ ہے کہ ہر مذہبی چیز پر حملہ کرنا وہاں کے ذرائع ابلاغ کا شیوہ بن چکا ہے، اور طرفہ تماشا یہ کہ وہاں کے لیڈر اب تک وہاں جمہوری نظام اور آزادی کے فریب میں گرفتار رہے، لیکن پہلے ہی تجربہ کے بعد یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ یہ ساری چیزیں صرف فریب تھیں، نہ وہاں جمہوریت کا کوئی گزر ہے اور نہ ہی عقیدہ اور فکر وخیال کی کوئی گنجائش، چنانچہ اکثریت سے کامیاب ہونے والی پارٹی کو حکومت سازی کے حق سے محروم کر دیا گیا، اور فوج کے دباؤ میں آکر اقلیت کی حکومت کو مسلط کر دیا گیا، اور یہی سب کچھ الجزائر میں ہوا کہ وہاں بھی انتخابات کو کالعدم قرار دے کر ڈکٹیٹرانہ فوجی نظام مسلط کر دیا گیا اور مذہبی عناصر کو مٹانے کے لیے سفاکی وخونریزی کا بازار گرم ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ میڈیا اس کی ذمہ داری انھیں اسلام پسندوں کے سر تھوپ رہا ہے، اس قتل وغارت گری کی فکر نہ تو ملکی حقوق انسانی کی تنظیموں کو ہے اور نہ جمہوریت کا شور مچانے والوں کو اس کا کوئی غم ہے، یہی صورت حال اور بھی کئی مسلم ممالک کو درپیش ہے جبکہ بعض جمہوری ملکوں میں رسمی و پر فریب انتخابات کا عمل جاری ہے، چنانچہ اب داعیان اسلام کو ایسے خطرات اور چیلنجز درپیش ہیں کہ دینی شعائر اور عبادت گاہیں بھی اب خطرہ کی زد میں ہیں، دینی تعلیم، دینی شعائر اور دعوت اسلامی، یہاں تک کہ غیر سودی بنک کاری بھی دہشت گردی کے عناصر قرار دیے گئے، سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ یورپ میں جہاں ابھی اسلامی تحریک کی بنیاد کمزور ہے، بعض سیاسی ذہن کے عناصر نے ریلیاں اور احتجاج کے اس راستہ کو اختیار کرنا شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہاں کی حکومتوں نے اپنے خوف کا اظہار کیا ہے۔

اب مشکلات کے حل کا ایک راستہ باضمیر لوگوں کا اعتماد حاصل کرنا ہے، یعنی تعصب وتنگ نظری سے بلند ہو کر گروہی عصبیت سے چشم پوشی کرتے ہوئے حکومت کے افراد اور آزاد اہل قلم سے اپنے روابط استوار کرنا، ان کے سامنے اپنے موقف کی وضاحت اور ان کو اخلاص وحسن نیت کی یقین دہانی پھر باہمی گفتگو کا راستہ ہے، کیونکہ دل کا دل سے گہرا ربط ہے اور اخلاص دلوں کے جوڑنے کا قوی ترین ذریعہ ہے، یہ راستہ قدیم تاریخ میں کئی بار اختیار کیا گیا اور اس کے اچھے نتائج ظاہر ہوئے۔

اسلامی تنظیموں کے قائدین نے پہلے طریقہ کا تجربہ کیا تو شکست وناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، اب ذرا اس حکمت عملی کو بھی آزما کر دیکھ لیں، ممکن ہے اس سے تلخی کم ہو اور اعتماد کی فضا قائم ہو، قرآن کریم نے اس طریقہ کی اس طرح تلقین کی ہے "اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ○ وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ" (ترجمہ) آپ نیک برتاؤ سے ٹال دیا کیجئے، پھر یکایک آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جاوے گا جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے اور یہ بات انھیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل ہیں اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے۔

قنوج کے قدیم مشہور ومعروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ واعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔

فون: ۵-۳۴۴۳۴۲

محمد یسین محمد یامین تاجران عطر

ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی

آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج

فضائل ومسائل

رمضان المبارک

ماہ رمضان کی فضیلت وعظمت

رمضان شریف اسلام میں ایک نہایت ہی مقدس اور برگزیدہ مہینہ ہے اس کی سب سے بڑی اور بنیادی عبادت روزہ ہے جو نفس کو مانجھنے اور صاف کرنے میں خاص اثر رکھتا ہے، اس مبارک مہینے میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا ہو جاتا ہے۔

رمضان شریف کا خاص مشغلہ تلاوت قرآن حکیم اور اپنے اوقات کو یاد خداوندی سے بھرپور رکھنا ہے، روزہ میں جھوٹ، غیبت، چغل خوری وغیرہ معاصی روزہ کو کالعدم اور روزہ دار کو قریب بہ ہلاک کر دیتے ہیں جس سے بچنا ضروری ہے۔

روزہ میں نیت کی ضرورت

روزہ میں نیت شرط ہے (نیت کے معنی دل کے ارادہ کے ہیں) اگر روزے کا ارادہ نہیں کیا اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ ادا نہیں ہوگا۔

رمضان کے روزے کی نیت نصف دن شرعی سے پہلے تک کر سکتا ہے بشرطیکہ صبح صادق کے ہونے کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو، اور کوئی کام جو روزہ کا مفسد ہو نہ کیا ہو اس کے بعد اگر نیت کرے گا تو معتبر نہ ہوگی۔ زبان سے نیت کرنی فرض نہیں لیکن بہتر اور مستحب یہ ہے کہ سحر کا کھانا کھا کر اس طرح نیت کر لیا کرے۔

"بِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ"

اگر افطار کے وقت ہی اگلے روزے کی نیت کر لی تب بھی جائز ہے، بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نیت کے بعد کھانا پینا جائز نہیں یہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ صبح صادق ہونے سے پہلے تک کھانا پینا وغیرہ بلاشبہ درست ہے نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں جاتا

بھول کر کھانا پینا روزہ کو نہیں توڑتا، بلا اختیار حلق میں گرد وغبار یا مکھی مچھر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، آٹا پیسنے والے تمباکو کوٹنے والے کے حلق میں جو آٹا وغیرہ اڑ کر جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کان میں پانی چلا جائے یا خود بخود قے آئے یا خواب میں غسل کی حاجت ہو جائے یا قے آکر خود بخود لوٹ جائے ان سب باتوں سے روزہ نہیں جاتا، اور کچھ خلل نہیں آتا، آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں جاتا، خوشبو سونگھنے سے کچھ خلل نہیں آتا، بلغم یا تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر قصداً قے کی مگر تھوڑی سی (یعنی منہ بھر سے کم) تو روزہ نہیں جاتا، تھوڑی سی قے آئی اور قصداً لوٹا کر نگل گیا تو اس میں اختلاف ہے، اگر روزہ میں کوئی بھول کر کھا پی رہا ہے اور قوی وتندرست ہے تو اس کو یاد دلا دینا ضروری ہے، اگر ضعیف وناتواں ہے تو نہ یاد دلانا درست ہے، اگر خود بخود یا مسواک وغیرہ کرنے سے دانتوں سے خون نکلے لیکن حلق میں نہ جائے تو روزہ میں خلل نہیں آتا، اگر خواب میں یا صحبت کرنے سے رات کو غسل کی حاجت ہوئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہ کیا تو روزے میں خلل نہیں آتا، اگر دن کو سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہوگئی تو روزہ میں ذرا بھی نقصان نہیں آتا۔ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن دماغ اور معدہ میں اگر براہ راست کوئی دوا وغیرہ پہنچائی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

جن چیزوں سے قضا واجب ہوتی ہے

کان یا ناک میں دوا ڈالنا، قصداً منہ بھر قے کرنا، منہ بھر قے آئی تھی اس کو نگل جانا یا کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا یہ سب چیزیں روزے کو توڑنے والی ہیں مگر صرف قضا آئے گی کفارہ واجب نہیں۔ کنکر یا لوہے تانبے وغیرہ کو نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں، یا رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھائی تو اس روزے کی قضا واجب ہوگی۔ دن باقی تھا غلطی سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا روزہ کھول لیا تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں، جان بوجھ کر بدون بھولے کے صحبت کرنا، کھانا پینا، روزہ کو توڑتا ہے اور قضا بھی آتی ہے اور کفارہ بھی۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے، اس کی طاقت نہ ہو تو ۶۰ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا۔

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے اور جن چیزوں سے مکروہ نہیں ہوتا۔

بلا ضرورت کسی شے کو چبانا، نمک وغیرہ کا ذائقہ چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے،

قصداً منہ میں تھوک اکٹھا کرکے نگل جانا مکروہ ہے، تمام دن ناپاک رہنا سخت گناہ ہے اور روزہ مکروہ ہو جاتا ہے، فصد کرانا پچھنے لگوانا روزہ میں مکروہ ہے، غیبت، بدگوئی، لڑائی جھگڑا روزے کو مکروہ کر دیتے ہیں اور ثواب بہت کم رہ جاتا ہے، مسواک کرنا، سر یا مونچھوں پر تیل لگانا مکروہ نہیں۔ اگر بیوی کو اپنے خاوند یا نوکر کو اپنے آقا کے غصہ کا اندیشہ ہو تو کھانے کا نمک چکھ کر تھوک دینا مکروہ نہیں، آنکھ میں دوا ڈالنا مکروہ نہیں۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت

اگر مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو رمضان میں روزے نہ رکھے، تندرست ہو جانے پر قضا کرے، اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کے زیادہ ہو جانے کا خوف ہے تب بھی روزہ چھوڑ دینا جائز ہے، پھر قضا رکھے، حاملہ کو اگر بچے یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا اور پھر قضا کر لینا جائز ہے، اپنے یا غیر کے بچہ کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے ضرر ہو تو قضا کر لینا جائز ہے۔ ہمارے نواح کے ۳۶ کوس یعنی ۴۸ میل (۷۷ کلومیٹر) کا سفر یا اس سے زیادہ سفر شرعی کہلاتا ہے، یعنی ایسے سفر میں مسافر کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے واپس آنے کے بعد قضا کرے اگر کوئی مسافر دوپہر سے پہلے اپنے وطن پہونچ گیا اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں تو اس پر واجب ہے کہ روزہ پورا کرے، کیونکہ اب سفر کا عذر باقی نہیں رہا اگر کوئی شخص کسی تیز سواری یا ریل میں تین گھنٹے میں ۷۷ کلومیٹر پہونچ جائے گا تو اس کے لئے بھی سفر رخصت یعنی نماز کا قصر اور افطار کی اجازت حاصل ہو جائے گی بہت بوڑھا ضعیف جس کو روزہ میں نہایت شدید تکلیف ہوتی ہے روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر بوزن انگریزی، یا ایک کلو ۶۳۳ گرام گندم ایک مسکین کو دے لیکن اگر کبھی طاقت آ جائے گی تو قضا ضروری ہوگی، عورت کو اپنے نسوانی عذر یعنی حیض کے ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں، اسی طرح پیدائش کے بعد جتنے روز نفاس کا خون آئے جب خون بند ہو جاوے روزہ رکھنا چاہئے اور رمضان شریف کے بعد ان دنوں کے روزوں کی قضا ضروری ہے جن دنوں یہ عذر رہا ہے، جن لوگوں کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے ان کو بلا تکلف سب کے سامنے کھانا پینا نہیں چاہئے بلکہ تعظیم رمضان المبارک لازم ہے۔

روزہ توڑنا اور اس کی قضا:

فرض روزے کو بلا کسی شدید تکلیف اور قوی عذر کے توڑنا جائز نہیں بس اگر سخت بیمار ہو گیا کہ اگر روزہ نہ توڑے تو جان کا اندیشہ غالب ہے، یا بیماری بڑھ جانے کا احتمال قوی ہے یا ایسی شدید پیاس لگی ہے کہ مر جائے گا تو روزہ توڑ ڈالنا جائز بلکہ واجب ہے، اگر کسی عذر سے روزے قضا ہو گئے ہوں تو جب عذر جاتا رہے تو جلد ادا کر لینا چاہئے کیونکہ زندگی کا بھروسہ نہیں کیا خبر موت آ جائے اور فرض ذمہ رہے مثلاً بیمار کو مرض سے صحت پانے کے بعد اور مسافر کو سفر سے آنے کے بعد جلد ادا کر لینا چاہئے۔ قضا رکھنے میں اختیار ہے کہ متواتر (یعنی لگاتار رکھے) یا جدا جدا متفرق، اگر قضا رکھنے کا وقت پایا لیکن بغیر ادا کئے مر گیا تو مناسب ہے کہ وارث ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر (ایک کلو ۶۳۳ گرام) گندم صدقہ کریں اور اگر مال چھوڑ گیا ہے اور روزہ کی وصیت کر گیا ہے تو ادا کرنا لازم اور واجب ہے۔

سحری کھانے کا بیان اور فضیلت

روزے کے لئے سحری کھانا مسنون ہے اور باعث ثواب ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "سحری کھایا کرو کہ اس میں برکت ہوتی ہے" یہ ضروری نہیں کہ پیٹ بھر کر کھائے بلکہ ایک دو لقمہ یا چھوارے کا ٹکڑا یا دو چار دانے چبا لے تب بھی ثواب پائے گا، افضل اور بہتر ہے کہ رات کے آخری حصے میں صبح صادق ہونے سے ذرا پہلے کھا لے اور اگر دیر ہو گئی اور گمان غالب یہ ہے کہ صبح ہو گئی اور کچھ کھا لیا تو شام تک رکنا اور پھر قضا رکھنا لازم ہے اور اگر کسی مرغ یا مؤذن نے صبح صادق سے پہلے اذان دے دی تو سحر کھانے کی ممانعت نہیں جب تک صبح صادق نہ ہو جائے بلا تکلف کھاؤ پیو۔

افطار

آفتاب غروب ہو جانے کے بعد افطار میں دیر نہ کرنی چاہئے البتہ جس روز ابر ہو تو احتیاط کے لیے دیر کرنا بہتر ہے، کھجور یا خرما سے افطار کرنا مسنون اور باعث ثواب ہے اور یہ نہ ہو تو پانی بہتر ہے، آگ کی پکی ہوئی چیز مثلاً روٹی چاول شیرینی وغیرہ سے افطار کرنے سے ہرگز کراہت اور نقصان روزہ میں نہیں آتا۔

البتہ بہتر یہ ہے کہ کوئی پھل وغیرہ دوسری چیز ہو اور خرما و کھجور وغیرہ سب سے افضل ہے اگر کسی دوسرے کی دی ہوئی چیز سے روزہ افطار کروگے تو ثواب ہرگز کم نہ ہوگا، اس کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے ثواب عطا فرمائے گا پھر تم اس کو واپس کر کے کیوں بخیل کہلاتے ہو، البتہ یہ مال حرام اور مشتبہ ہو تو ہرگز قبول نہ کرو، یہ حدیث و فقہ سے ثابت ہے اگر روزہ افطار کرنے اور کھانے پینے

(باقی ص۲۱ پر)

فہرست تالیفات شیخ

ع۔ ع۔ ل

مرتبہ: مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری، تین جلدوں میں

حجم جلد اول ۴۴۷، جلد دوم ۴۹۴، جلد سوم ۴۰۶ صفحات، کاغذ معمولی، جلد مضبوط دفتی کی، سرورق مزین و مرصع دیدہ زیب

ملنے کا پتہ: دفتر یادگار شیخ، محلہ مفتی، سہارنپور (۲۴۷۰۰۱) قیمت مذکور نہیں۔

بہت عرصہ کی بات ہے، غالباً حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی "آپ بیتی" میں یہ جملہ نظر سے گزرا تھا، "شاہد میری کتابوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہوا ہے" او کما قال۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی قدس اللہ سرہٗ کی تالیفات و تصنیفات کے عمومی فوائد و محاسن سے جو لوگ سرسری واقفیت بھی رکھتے ہیں، وہ حضرت کے نواسے عزیز مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری کے اس ہاتھ کو احترام کے ساتھ چومیں گے جس کی جستجو کی بدولت علم کے درخشاں موتیاں منصۂ ظہور پر آ گئیں۔

متقدمین امام سیوطی اور الحافظ ذہبی کی تالیفات پر مستقل رسالے تو نظر آئے، جو مستشرقین نے مرتب کئے ہیں، جن کے یہاں "ببلوگرافی" مستقل فن ہے، علمائے اسلام نے اس کا احاطہ کرنے کی طرف توجہ کم دی، ہاں کتابوں اور فنون کے نام کشف الظنون میں، اور مؤلفین کی فہرست معجم المؤلفین اور "الاعلام" (زرکلی) میں، کسی ایک ملک کے علماء و مشائخ اور مؤلفین کا تذکرہ نزہۃ الخواطر میں جمع کئے گئے ہیں، مگر صرف ایک مصنف کی کتابوں کی مستقل فہرست کتابی شکل میں اور وہ بھی ایک نہیں تین جلدوں میں ایک نیا باب ہے، جس کے لئے "فہرست تالیفات شیخ" کے جوان سال و جواں قلم مرتب اعتراف و تحسین کے مستحق ہیں۔

عام طور سے دیکھا گیا ہے کہ کبار مصنفین کی ایک دو کتابیں ایسی مشہور ہو جاتی ہیں کہ دوسری اہم تالیفات پر پردہ پڑ جاتا ہے، اور بہت سے لوگ واقف ہی نہیں ہوتے کہ اس مصنف نے دوسرے فن کو بھی ہاتھ لگایا تھا، مثلاً امام سیوطی کے متعلق معلوم ہے کہ وہ "الاتقان فی علوم القرآن" کے مصنف ہیں یا یہ کہ تفسیر جلالین کے "احد الجلالین" ہیں (جلال الدین سیوطی)۔ مگر ان کی فن لسانیات میں معرکۃ الآراء کتاب "المزہر" تک الاتقان کے بوجھ کے نیچے دب گئی، اعجاز القرآن میں ان کا عظیم کارنامہ "معترک الاقران فی اعجاز القرآن" تین جلدوں میں بہت کم لوگوں کو معلوم ہے، اسی طرح "الامام الطحاوی" کی "معانی الآثار" اور "مشکل الآثار" تو عموماً طلبہ مدارس جانتے ہیں مگر ان کی کتاب الشروط الکبیر (کتاب الشروط الاوسط اور الصغیر) سے واقفیت عام نہیں ہے، امام بیہقی کی السنن الکبیر، معرفۃ السنن والآثار پر بہت کام ہوئے ہیں مگر ان کی نحو و بلاغت کی کتاب "الضیغ والمعانی" کا پتہ اب چلا ہے۔

اس حقیقت حال کو سامنے رکھتے ہوئے مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری حفظہ اللہ و تولاہ نے آئندہ نسلوں اور علم دین سے نسبت رکھنے والے طلبہ و اساتذہ کے لئے یہ قابل قدر کارنامہ انجام دیا ہے کہ حضرت شیخ کی چھوٹی بڑی ایک سو تین کتابوں کا مفصل ذکر یکجا کر دیا ہے، ورنہ اردو داں حضرات صرف تبلیغی نصاب (کتب الفضائل) کو جانتے، مدارس اسلامیہ کے بعض اساتذہ و طلبہ "اوجز المسالک" "شرح موطا امام مالک" "کوکب الدری علی جامع الترمذی" "لامع الدراری علی جامع البخاری" کے ذریعہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مائدہ علمی کے ریزہ چین ہوتے، مگر "جزء حجۃ الوداع" "أخرج عن ابی داؤد" "معجم المسند امام احمد" اور اسی طرح کے دوسرے جزوی و کلی کاموں سے شاذ و نادر ہی کسی کو واقفیت ہوتی۔ اس کم سواد راقم نے حضرت شیخ کی "شرح الفیۃ ابن مالک" کا نام نہیں سنا تھا حالانکہ الفیہ پڑھنے پڑھانے کا اور اس کے شروح کو حاصل کرنے اور استفادہ کرنے کا ذوق رہا ہے، اسی طرح بیسیوں کتابیں ایسی ہیں کہ جہاں دست نارسا کی رسائی نہیں ہو سکی تھی۔

حضرت شیخ کی "آپ بیتی" پر متعدد علماء و ادباء نے خراج عقیدت پیش کیا ہے، بے تکلف ادب شیخ اردو نثر کا اعلیٰ ترین اسلوب شیخ کا عطیہ ہے جس کو صدق احساس کے نور نے روشن تر کر دیا ہے، چند سال پہلے دہلی سے ایک رسالہ "ذکر و فکر" اس ناچیز کی سرکردگی میں نکلا کرتا تھا اس کے دو ہر شمارہ سے آپ بیتی کا اقتباس عزیز شاہ حسن عسکری عارف (انجینئر ٹیلی فون مدینہ منورہ) نے مرتب کر کے شائع کیا تھا اور اس کی افادیت ہر اس شخص نے محسوس کی جن ہاتھوں تک وہ نور ابدہ پرچہ پہونچ سکا تھا، حضرت شیخ کے خاص علمی کارنامے ان کی تالیفات کی قدر دانی بھی ان لوگوں کا کام ہے جن کی آنکھیں سرمۂ بصیرت سے روشن ہیں، عوام ان کی گنتی شمار کر سکتے ہیں صفحات اور سطروں کا شمار لگا سکتے ہیں اس کے آگے حد ادب ہے

علاج نرگس مست تو ناجدار خند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیار نہ شد

سوال وجواب

✽ محمد طارق ندوی ✽

رمضان کے مسائل

س:۔ آج کل تراویح کی نماز ایک ہی رات میں ادا کی جاتی ہے جسے شبینہ کہتے ہیں۔ اس میں کچھ لوگ کھڑے ہو کر امام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں تو کچھ لوگ بیٹھ کر نفل پڑھتے ہیں تو کچھ لوگ کھانے پینے میں مصروف رہتے ہیں کیا شبینہ کا یہ طریقہ شرعاً درست ہے؟

ج:۔ شبینہ کا مروجہ طریقہ کراہت سے خالی نہیں ہے کچھ لوگ تو جماعت میں شریک ہیں اور کچھ کھانے پینے میں لگے ہیں اس طرح جماعت اور تراویح دونوں کے احترام کے خلاف عمل ہوتا ہے البتہ اگر سارے مقتدی چست اور صحت مند ہوں اور جماعت کے ساتھ نشاط کے ساتھ نماز تراویح ادا کریں اور حافظ بھی صاف اور واضح الفاظ میں قرآن پڑھے تو ایسی صورت میں شبینہ درست ہو سکتا ہے۔

س:۔ آج کل رمضان میں لوگ رواداری کے طور پر ہندوؤں اور لادین افراد اور سیاسی لیڈروں کو افطار کے موقع پر بلاتے ہیں اور اس موقع پر علماء اور دیندار طبقہ کے لوگ بھی ہوتے ہیں اور نماز مجبوراً کر وہ لوگ ماڈرن طرز پر کھڑے ہو کر افطار کرتے ہیں کیا یہ طریقہ درست ہے؟

ج:۔ اس طرح کی افطار پارٹی جس سے سیاسی دنیوی اغراض وابستہ ہوں اور اس کا مقصد اللہ کی رضا نہ ہو بلکہ مقصود شہرت و ناموری ہو ساتھ ہی اس میں روزہ کا احترام بھی نہ کیا جائے اور کھانے کے اسلامی آداب کو بھی ملحوظ نہ رکھا جائے اور پھر نماز کا چھوڑنا اس پر مستزاد، تو ایسی پارٹیوں کا انعقاد شرعاً درست نہیں ہے۔ رواداری کے لئے مذہب کی روح اور اس کے احترام کے خلاف عمل کرنا سخت گناہ کا کام ہے اس سے مکمل احتراز لازم ہے۔

س:۔ میری طبیعت خراب رہتی ہے اور عمر بھی تقریباً ۷۵ سال سے اوپر ہو چکی ہے نیز آپریشن ہونے کی وجہ سے میں اس بار رمضان میں صرف تین روزے ہی رکھ سکا اور بقیہ روزوں کا فدیہ ادا کیا ہے، ابھی کمزوری برقرار ہے کیا قضا روزے رکھنا ہے یا ادا کیا ہوا فدیہ کافی ہوگا؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں چونکہ سائل کافی عمر دراز ہیں۔ اس لئے اگر ضعف و ضعیفی کی وجہ سے قضاء پر قادر نہیں ہیں تو ان کا ادا کیا ہوا فدیہ کافی ہوگا۔ وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی المریض اذا تحقق الیاس من الصحة فعلیه الفدیة لكل یوم من المریض (رد المختار ج۲ ص۱۲۳)

س:۔ بعض لوگ رات میں دیر سے کھانا کھاتے ہیں اور سحری کے وقت بیدار نہیں ہوتے ہیں یوں ہی روزہ رکھ لیتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

ج:۔ روزہ کے لئے سحری کھانا مستحب ہے بغیر سحری کھائے روزہ رکھا جا سکتا ہے البتہ استحباب کے خلاف ہے۔

س:۔ انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں قضا لازم ہوگی یا کفارہ؟

ج:۔ انجکشن لگوانے سے چونکہ دوا کا جوف دماغ اور معدہ میں نہیں پہونچتا ہے اس لئے روزہ نہیں ٹوٹتا لہٰذا نہ قضا لازم ہے نہ کفارہ۔

س:۔ داڑھی منڈوانے والے کی شہادت رویت ہلال میں جبکہ عرفاً وہ ثقہ ہو، معتبر ہے یا نہیں؟

ج:۔ داڑھی منڈوانے والا اگرچہ عرفاً ثقہ اور قابل اعتماد ہو مگر اس کی گواہی شرعاً غیر مقبول ہے لہٰذا رویت ہلال میں اس کی شہادت غیر مقبول ہوگی۔

س:۔ آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں؟

ج:۔ آنکھ میں سرمہ ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا آنکھ میں ڈالی ہوئی دوا اور سرمہ کا رنگ و مزا بھی حلق اور تھوک میں جو محسوس ہوتا ہے تو وہ مسامات میں ہو کر پہونچتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

س:۔ کیا روزہ دار کسی چیز کا مزہ چکھ سکتا ہے یا اس کو چبا سکتا ہے؟

ج:۔ کسی چیز کا مزہ چکھنا یا اس کو چبانا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ کسی عذر کی وجہ سے نہ ہو مثلاً کوئی عورت اپنے شوہر کے لئے کھانا پکاتی ہو اور اس کی بدمزاجی سے یہ خوف ہو کہ اگر نمک درست نہیں ہوگا تو وہ خفا ہوگا تو چکھنا درست ہے۔ اسی طرح کوئی چھوٹا بچہ ہو اور کوئی چیز اس کو کھلانا ہو اور اس کا بدل نہ ہو تو ایسی صورت میں چبا کر بچے کو دینے کی اجازت ہے بشرطیکہ حلق کے نیچے اس کا اثر نہ جائے۔

س:۔ بھول کر کھا پی لینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے یا نہیں، دوسرے لوگوں کو یاد دلانا چاہئے یا نہیں؟

ج:۔ کسی شخص کو روزہ کا خیال نہ رہا اس بنا پر اس نے کھا پی لیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ خواہ فرض روزہ ہو یا نفل، ایسی صورت میں اگر اس میں روزہ رکھنے کی بھرپور قوت ہو تو دیکھنے والوں کو یاد دلانا

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

تراویح کے اہم مسائل

محمد شاهد ندوی بارہ بنکوی

مسئلہ:۔ جس شخص نے نماز عشاء تنہا پڑھی ہو وہ تراویح اور وتر کی نماز با جماعت پڑھ سکتا ہے۔[1]

مسئلہ:۔ جس شخص نے تراویح جماعت سے نہ پڑھی ہو وہ نماز وتر جماعت سے ادا کر سکتا ہے۔[2]

مسئلہ:۔ اس مسئلہ میں کوئی حرج نہیں۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرض نماز اور وتر پڑھاتے تھے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وتر کی نماز پڑھاتے تھے۔[3]

مسئلہ:۔ اگر دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا اور تین رکعت پر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دیا تو تینوں رکعتیں باطل ہو جائیں گی ان میں پڑھے گئے قرآن کو دوبارہ پڑھنا ہوگا۔[4]

مسئلہ:۔ اگر دو رکعت پر قعدہ کر لیا ہے اور چار رکعت پر سلام پھیر دیا ہے تو چاروں رکعتیں صحیح ہو گئیں اور سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا۔[5]

مسئلہ:۔ اگر دو رکعت پر قعدہ کر کے پھر تین رکعت پر سلام پھیر دیا ہے تو شروع کی دو رکعتیں صحیح ہوں گی اور آخری رکعت باطل ہوگی۔ اس کی قرأت کا دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔[6]

مسئلہ:۔ اگر تراویح سمجھ کر وتر پڑھنے والے کی اقتدا کرے تو وتر کی نماز معتبر نہیں۔ ہاں ایسی صورت میں امام کے سلام کے بعد چوتھی رکعت پڑھ لے تو بہتر ہے۔ یہ چار رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔[7]

مسئلہ:۔ امام صاحب وتر کی دوسری رکعت میں بجائے بیٹھنے کے تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے قوم کے لقمہ دینے سے بیٹھ گئے۔ اب تیسری رکعت پوری کر کے تشہد کے بعد سجدۂ سہو کیا تو نماز صحیح ہو گئی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، البتہ امام صاحب کھڑے ہونے کے بعد بیٹھے یہ غلطی کیا، مگر نماز فاسد نہیں ہوئی۔[8]

مسئلہ:۔ امام کے وتر شروع کرنے کے بعد مصلی نے تراویح سمجھ کر اس کی اقتدا کی تو اب امام کے سلام پھیرنے کے بعد چوتھی رکعت شامل کر کے نماز کو تمام کرے اور یہ چار رکعت نفل ہو جائیں گی اور اس کے ذمہ باقی رہیں گے ان کو ادا کرنا ہوگا۔[9]

مسئلہ:۔ مقتدی تراویح کے بعد قعدہ اخیرہ میں سو جائے، جب امام نے سلام پھیرا تو بیدار ہوا تو اب تشہد پڑھ کر سلام پھیرے، نماز صحیح ہو جائے گی۔[10]

مسئلہ:۔ تراویح کے بارے میں مقتدی حضرات کے درمیان اختلاف ہوا بعض کہتے ہیں کہ اٹھارہ ہوئیں اور بعض کہتے ہیں کہ بیس ہوئیں اب امام جس طرف ہوگا اس جماعت کا قول معتبر ہوگا۔[11]

مسئلہ:۔ تراویح کی بیس رکعت ختم ہونے پر دعا مانگنا مستحب ہے۔[12]

مسئلہ:۔ تراویح میں امام کا بعض آیتیں سہواً چھوڑ دینا اور دوسرے تیسرے دن ان آیات کو متفرق طور پر یکے بعد دیگرے پڑھ دینا بلا کراہت درست ہے۔[13]

مسئلہ:۔ ایک شخص نے عشاء کی فرض نماز تو پڑھ لی ہے مگر تراویح شروع ہو جانے کی وجہ سے سنتیں نہ پڑھ سکا اب وہ شخص سنتیں چھوڑ کر تراویح میں شریک ہو سکتا ہے سنتیں بعد میں پڑھ لے۔[14]

مسئلہ:۔ تراویح با جماعت کی ادائیگی سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ محلہ کی مسجد میں تراویح با جماعت ادا ہوتی ہو اور کوئی شخص اپنے مکان میں تنہا ادا کرے تو گنہگار نہ ہوگا مگر جماعت کی فضیلت سے محروم رہے گا۔[15]

مسئلہ:۔ اگر کوئی امام نماز فرض یا تراویح پڑھاتا ہے اور خواتین کسی پردہ یا دیوار کے پیچھے فاصلے مقتدی بن کر نماز پڑھیں تو ان خواتین کی نماز درست ہو جائے گی اور امام کی نماز میں کوئی خلل نہیں آئے گا۔[16]

حواشی:۔

۱۔ صغیری۔ ۲۔ فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۳۵۵۔ ۳۔ فتاوی جدیدیہ ج ۱ ص ۳۳۲۔ ۴۔ حاشیہ امداد الفتاوی ج ۱ ص ۳۹۸۔ ۵۔ غنیۃ المستملی ص ۳۳۰۔ ۶۔ امداد الفتاوی ج ۱ ص ۳۹۸۔ ۷۔ کبیری ص ۳۹۰۔ ۸۔ فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۳۳۹۔ ۹۔ صغیری ص ۲۳۹۔ ۱۰۔ ص ۳۱۰۔ ۱۱۔ فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۳۵۵۔ ۱۲۔ فتاوی محمودیہ ج ۲ ص ۲۴۲۔ ۱۳۔ فتاوی دار العلوم دیوبند ج ۴ ص ۲۶۴۔ ۱۴۔ فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۳۶۵۔ ۱۵۔ در مختار مع الشامی ج ۱ ص ۶۶۰۔ ۱۶۔ در مختار مع الشامی ج ۱ ص ۵۳۶

(بقیہ ص ۲۰)

رمضان کے مسائل

کی وجہ سے مغرب کی نماز و جماعت میں غروب کے بعد دس بارہ منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں اور افطار کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لینا کافی ہے "اللّٰھم لك صمت وعلی رزقك افطرت" اور افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے "ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء اللہ تعالیٰ"

پندرہ روزہ تعمیر حیات ایک تحریک ہے اس کی توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔

خلیق احمد نظامی کی وفات علمی دنیا کا بڑا نقصان

ندوہ کی مجلس تحقیقات ونشریات اسلام میں تعزیتی جلسہ ہوا

"پروفیسر خلیق احمد نظامی کی وفات نہ صرف ملت کا عظیم حادثہ بلکہ علمی دنیا کا بڑا خسارہ ہے۔" ان الفاظ میں مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء نے پروفیسر خلیق احمد نظامی کو خراج عقیدت پیش کیا اور ان کے علمی اور تصنیفی کارناموں پر روشنی ڈالی۔

تعزیتی جلسہ میں جو مجلس تحقیقات ونشریات اسلام اور رابطۂ ادب اسلامی کے زیر اہتمام منعقد کیا گیا تھا، مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی اور مولانا برہان الدین سنبھلی استاذ تفسیر وحدیث، مولانا شمس الحق ندوی ایڈیٹر تعمیر حیات، ناظر کتب خانہ علامہ شبلی نعمانی مولانا محمد ہارون ندوی، مولانا سید محمد غفران ندوی انچارج مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، قاضی عبد الحمید اندوری، شاہد حسین معاون ناظر نظامت، ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مولانا نذر الحفیظ ندوی استاذ دار العلوم مولانا اقبال احمد ندوی انچارج رابطۂ ادب اسلامی وغیرہ شریک ہوئے۔

تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے پروفیسر خلیق احمد نظامی کی وفات پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی موت کو نہ صرف ملت اسلامیہ بلکہ علمی وتحقیقی میدان میں کام کرنے والوں کے لئے ایک بڑا خسارہ بتایا۔ پروفیسر نظامی کے علمی وتحقیقی ذوق وجستجو اور برصغیر کے مسلمانوں کے علمی کارناموں کے ان کے گہرے شغف کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا محمد رابع ندوی نے کہا کہ انھوں نے ہندستانی مسلمانوں کے ان کاموں کو نمایاں کیا جن کو غیر مسلم مصنفین نے نظر انداز کیا جس کی وجہ سے ان کی صورت صحیح خصوصیات کے ساتھ سامنے نہیں آسکی تھی۔ پروفیسر نظامی نے یہ کارنامہ انجام دے کر علمی دنیا پر بڑا احسان کیا۔

دوسرا بڑا کارنامہ پروفیسر نظامی کا یہ ہے کہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں اسلامک سنٹر کے قیام میں انھوں نے بڑا بنیادی کردار ادا کیا۔ اس سنٹر کے قیام کے بعد ہی انھوں نے اسلامک سنٹر کے زیر نگرانی اسلامی تاریخ کی از سر نو تدوین اور اسلامی فتوحات اور کارناموں پر مشتمل ایک جامع اٹلس تیار کرنے کا منصوبہ بنایا، اسلامی دنیا کے ممتاز اہل قلم سے اسلامی تاریخ کے ان پہلوؤں پر مضامین لکھوائے جن کے نمایاں کرنے سے اسلام اور مسلمانوں ہی کی نہیں علمی دنیا کی خدمت ہوگی، اور اس سطح پر مضامین تیار کرائے جو اس وقت مغربی دنیا کی علمی سطح مانی جاتی ہے اور جس کا وقار اور اعتبار ہے۔ مولانا نے کہا کہ پروفیسر نظامی کی وفات سے ان کاموں کو بڑا نقصان ہوا ہے۔ ملت اسلامیہ ایک بڑے قیمتی سرمایہ سے محروم ہو گئی ہے۔

دار العلوم کے استاذ تفسیر مولانا برہان الدین سنبھلی نے اپنی تعزیتی تقریر میں کہا کہ پروفیسر نظامی باوجودیکہ اتنے بڑے محقق اور اعلا عہدوں پر فائز تھے لیکن اہل دین اور علماء سے ان کا بڑا گہرا اور مخلصانہ تعلق تھا وہ بڑے تواضع سے ملتے تھے مولانا نے پروفیسر نظامی کے علمی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہماری نظر میں ان کا خاص علمی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے پہلی بار حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی مکتوبات شائع کئے جس سے ہندوستان کی تاریخ کے ایک نئے باب پر روشنی پڑتی ہے اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہ صرف ایک عالم دین ہی نہیں ایک ایسے بڑے سیاسی مدبر بھی تھے جنھوں نے ہندوستان کی حفاظت میں بڑا بنیادی رول ادا کیا ہے۔

مولانا نذر الحفیظ ندوی نے پروفیسر نظامی کی علمی و اخلاقی خوبیوں پر روشنی ڈالی۔ مولانا برہان الدین سنبھلی کی دعا پر یہ تعزیتی جلسہ ختم ہوا۔

اعلان داخلہ

معہد سیدنا ابی بکر الصدیق مہیت مئو
شاخ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

اطلاع دی جاتی ہے کہ معہد سیدنا ابی بکر الصدیق میں نئے تعلیمی سال کے داخلے ۱۰ شوال سے ۲۰ شوال تک ہوں گے، امتحان داخلہ میں کامیاب ہونے والے طلباء ہی داخلہ کے مستحق قرار دیے جائیں گے، داخلے شعبہ حفظ ابتدائی ثانوی اور عالیہ اولی درجات میں لیے جائیں گے، پرائمری درجوں کے طلباء کا داخلہ بورڈنگ میں نہیں ہوگا، درخواستیں مہتمم صاحب دار العلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس نمبر ۹۳ لکھنؤ کے پتہ پر آئیں گی، جو نصف رمضان تک آجانا چاہئے۔

نئے پرانے دردوں، زخموں، گلٹی، فالج دردسر اور دانتوں وغیرہ کی بیماریوں کے لئے ۶۵ سالہ پرانی عجیب غریب یونانی دوا

دل آرام تیل رجسٹرڈ ۷۹۸

تیار کردہ حکیم قاسم حسین لکھنؤ

اسٹاکسٹ:- ہارون جنرل اسٹور چکنڈی لکھنؤ۔

نوٹ:- جانڈس، دھات، لکوریا، شوگر سے جلد شفایابی کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں فون نمبر 248567

اسلامی نشأۃ ثانیہ میں ادب کا حصہ

پٹنہ میں رابطہ ادب اسلامی کے اجلاس کی رپورٹ

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

ہندوستان کے مردم خیز علاقے سرزمین بہار کی راجدھانی عظیم آباد میں جو اب پٹنہ کے نام سے مشہور ہے۔ مشہور وممتاز عالم دین، مصنف اور مؤرخ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی نے اس ضرورت پر زور دیا ہے کہ ادب کو اس کے صحیح رخ پر لگایا جائے۔ اس کو تخریب، انتشار خیال، لذت اندوزی اور نفس پروری کا ذریعہ نہ بنایا جائے بلکہ خیر پسندی، صلاح وتقوی وضبط نفس اور صحیح رہنمائی کا آلہ اور ہتھیار بنایا جائے کیونکہ ادب کی بڑی خاصیت اور قوت یہ ہے کہ وہ رجحانات ومیلانات اور عمل، طرز فکر، اخلاق اور انقلابات کے محرکات پیدا کرتا ہے اس لئے وہ بہت مفید بھی ہو سکتا ہے۔ اور بہت مضر بھی۔

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی نے مشہور عالم خدا بخش لائبریری ہال میں ۳ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو ہونے والے رابطہ ادب اسلامی کے چودھویں سہ روزہ مذاکرۂ علمی کے افتتاحی اجلاس کی صدارت فرمائی جو مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ کے تعاون سے "اسلامی نشأۃ ثانیہ میں ادب کا حصہ" کے موضوع پر ہوا۔ حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رابطہ ادب اسلامی کے صدر بھی ہیں اور یہ مذاکرۂ علمی رابطہ ادب اسلامی برصغیر وممالک مشرقیہ کے تحت ہوا جس میں رابطہ کے ناظم اور عربی ادب ودین اسلام کے ممتاز عالم دین مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے اپنی رپورٹ میں صرف رابطہ کی کارگذاری ہی نہیں بلکہ دو سو سال میں اسلامی ادب کے تعمیری کارناموں کا بھی جائزہ لیا۔ رابطہ کے تحت ادب کے کسی بھی مذاکرۂ علمی میں شاید یہ پہلا موقع تھا جب ایک عرب ڈاکٹر جلال خضاوی نے براہ راست اردو میں خطاب کیا۔ ڈاکٹر خضاوی جو مصری نژاد ادیب، شاعر اور محقق ہیں مصر کی قاہرہ یونیورسٹی میں اردو کے استاد ہیں حاضرین نے کسی عرب کو شستہ اردو بولتے ہوئے بہت دلچسپی سے سنا۔ انھوں نے عربی میں بھی خطاب کیا۔ مذاکرۂ علمی میں ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں، علمی وادبی مرکزوں اور اداروں کے دانشوروں نے حصہ لیا اور مرکزی موضوع کے تحت چار ذیلی موضوعات، شعر ونظم میں نمایاں شخصیات اور ان کا حصہ، مقالات وخطابات میں نمایاں شخصیات اور ان کا ادب، افسانہ وناول میں نمایاں شخصیتیں اور ان کا ادب اور صحافت میں نمایاں اخبار ورسائل اور ان کا حصہ کے تحت اپنے مقالات پیش کئے۔

سہ روزہ علمی مذاکرہ میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، جامعہ اسلامیہ حسینیہ، دہلی یونیورسٹی، جواہر لال نہرو یونیورسٹی، پٹنہ، بودھ گیا متھیلا کی یونیورسٹیوں کے نمائندے اور وائس چانسلر، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، دار العلوم تاج المساجد بھوپال، جامعہ اسلامیہ کاشف الاسلام اورنگ آباد، جامعہ اسلامیہ بھٹکل، ہندو یونیورسٹی بنارس اور اس کے علاوہ کالی کٹ، رائے بریلی، الٰہ آباد اور میرٹھ کے علمی مرکزوں کے نمائندے نیز مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور قاہرہ کے بھی نمائندے شریک ہوئے۔

تلاوت کلام پاک کے ساتھ افتتاحی اجلاس میں عالم اسلام کی ممتاز شخصیت مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی کی علالت کے باوجود موجودگی پٹنہ کے علم دوست حلقوں اور شہریوں کے لئے کشش کا باعث تھی اور یقیناً ان کی پر مغز صدارتی تقریر کے اثرات حاضرین کے دماغ پر مدتوں قائم رہیں گے۔

مولانا نے برصغیر میں ادب اردو کے عناصر اربعہ کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ ان چاروں شخصیات نے ادبی تحریکات کی قیادت کی۔ مولانا نے حقیقی اور فطری ادب کی خصوصیات اور شرائط اور اس کی اثر انگیزی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ تحریر کی قوت، کلام کی تاثیر اور قبول عام اور بقائے دوام کے لئے سب سے زیادہ ضروری اور معاون عنصر ہے۔ لکھنے والے کی اندرونی کیفیت، اس کا یقین، دلی جذبہ، کسی حقیقت کے اظہار کے لئے اس کی بے چینی اور بے قراری ہے۔ اگر کسی شخص کو قدرت کی طرف سے ذوق عطا ہو، الفاظ، اسالیب اور بیان پر ضروری حد تک قدرت بھی عطا ہو اور اس کی تحریر میں علم وادب، عقل واستدلال اور حسن بیان کے ساتھ زور اور خون جگر بھی شامل ہو تو اس کی تحریر میں ایسا زور اور اثر پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانے میں ہزاروں دلوں کو زخمی کرتی ہے۔ اور سیکڑوں برس گذر جانے کے بعد بھی اس کی تازگی وزندگی اور اس کی تاثیر وقوت تسخیر قائم رہتی ہے۔

رابطہ ادب اسلامی کے ناظم مولانا سید

محمد رابع حسنی ندوی نے اپنی رپورٹ میں انڈونیشیا اور ملیشیا میں رابطہ کے دفتر قائم کرنے کے بارے میں بتایا اور وہاں کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔ اسی کے ساتھ برصغیر پاکستان و بنگلا دیش کی کارکردگی کا بھی ذکر کیا۔ اور بتایا کہ اس مختصر مدت میں رابطہ کے زیر اہتمام ۱۴ علمی مذاکرے (سیمینار) منعقد ہوئے ہیں۔ رابطہ کا عربی رسالہ مجلۃ الادب الاسلامی اور اردو رسالہ بعنوان کاروانِ ادب شائع ہو رہا ہے۔

مولانا محمد رابع نے اسلامی بیداری میں ادب کا حصہ کے موضوع کا ذکر کرتے ہوئے عالم عربی اور برصغیر کی ادبی تحریکات کی طرف اشارہ کیا اور بتایا کہ کس طرح استعماری طاقتوں کے اثرات کو دل و دماغ سے دور کرنے کی کوشش کی گئی۔ انھوں نے رابطہ ادب اسلامی کے قیام کے پس منظر پر بھی روشنی ڈالی۔

اس سے قبل مذاکرہ علمی کے لئے قائم مجلس استقبالیہ کے صدر اور بہار کے ممتاز سرجن ڈاکٹر احمد عبدالحی نے بڑے پر اثر اور طاقتور اسلوب میں خطبۂ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے علم و ادب کے میدان میں سرزمین بہار کی خدمات کا اجمالی جائزہ لیا اور علماء، محققوں، ادیبوں اور شاعروں کے کارناموں کا تذکرہ کیا۔ اور عظیم آباد کی تاریخی سرزمین پر مسلمانوں کا استقبال کیا۔

انھوں نے امید ظاہر کی کہ ادب کا جو کارواں ہندوستان میں ۱۹۸۱ء سے رواں دواں ہے۔ اس میں پٹنہ کا علمی مذاکرہ ایک نیا سنگ میل ثابت ہوگا۔ اور فکر و نظر کے نئے نئے گوشے سامنے آئیں گے۔ مخرب اخلاق اور لادینی لٹریچر کے اس دور میں ادیبوں اور شاعروں کو نئی روشنی دے گا۔ اور اسلامی بیداری کے لئے کام کرنے والے ادباء اور شعراء کو تیز گام کرنے کے نئے راستوں کی جستجو میں کامیاب ہوگا۔

افتتاحی اجلاس میں موجود نمائندوں کی نمائندگی کرتے ہوئے مشہور عالم دین اور امارت شرعیہ بہار کے قاضی مولانا مجاہد الاسلام قاسمی نے عظیم آباد کی سرزمین پر رابطہ ادب اسلامی کے چودھویں مذاکرۂ علمی کے انعقاد پر اظہار مسرت کیا۔

اس موقع پر اودھ یونیورسٹی فیض آباد کے پروفیسر ڈاکٹر سید عبدالباری نے کہا کہ اس وقت جب کہ ہمارا ملک آزادی کی پچاسویں سالگرہ منا رہا ہے مذکورہ موضوع پر عظیم آباد جیسے تاریخی شہر میں یہ مذاکرۂ علمی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ انھوں نے کہا کہ پہلے اسلامی ادیبوں، شاعروں اور ان کی تخلیقات کا مضحکہ اڑایا جاتا تھا۔ لیکن اب اس دھارے کو کوئی روک نہیں سکتا۔ انھوں نے کہا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ ادب اسلامی کی تحریک کی رہنمائی مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی جیسی اہم شخصیت کر رہی ہے۔

اجلاس کی کارروائی چلانے میں ممتاز ادیب اور ندوۃ العلماء کے استاد ادب مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری نے کلیدی رول ادا کیا۔ اجلاس میں ریاست بہار کے ممتاز شعراء، ادباء اور دانشوروں نے شرکت کی۔ اجلاس کے بعد عبدالحی کامپلکس کی شاندار مسجد میں ندوۃ العلماء کے استاد ادب اور امام و خطیب مولانا سعید الرحمان اعظمی ندوی نے جمعہ کی نماز کی امامت کی۔ نماز سے قبل حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے فرزندان اسلام سے خطاب کرتے ہوئے عقائد اور معاشرے کی اصلاح اور درستگی پر زور دیا۔

یہ مذاکرۂ علمی مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی اختتامی تقریر اور بچوں کے شعور اور ذہن کو اسلامی خطوط پر تیار کرنے کے لئے منصوبہ بند کوششوں کی ضرورت سے متعلق قرارداد سمیت پانچ مختلف تجاویز منظور کر کے ۵ر اکتوبر ۱۹۹۶ء کو تمام ہوگیا۔ جس کی کامیابی کا ثبوت یہ تھا کہ پورے ملک سے مجموعی طور پر اسّی مندوبین نے شرکت کی اس کے علاوہ مدینہ منورہ اور قاہرہ سے بھی مندوبین شریک ہوئے اور پچاس سے زیادہ علمی، ادبی، فکری اور تحقیقی مقالات پیش کئے۔

اس موقع پر منظور کی جانے والی قراردادوں میں نئی نسل کی ذہنی نشوونما کے لئے جو فکر اور توجہ ظاہر کی گئی ہے وہ اس دستور اور لائحۂ عمل کی جھلک پیش کرتا ہے۔ جو ۱۹۹۶ء میں رابطہ ادب اسلامی کے باقاعدہ قیام کو عمل میں لانے کے لئے دوبارہ ایک کانفرنس کے موقع پر وضع کیا گیا تھا ساتھ ہی اس بات کی جھلک بھی پیش کرتا ہے کہ رابطہ کے ذمہ دار اپنے طے کردہ اصول اور لائحۂ عمل سے منسلک ہیں اور اس پر گامزن ہیں۔

مذاکرۂ علمی کی اختتامی نشست عظیم آباد (پٹنہ) کے مشہور اور تاریخی مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ کے ہال میں ہوئی۔ اس سے پہلے کہ تمام نشستیں جن میں مقالات پڑھے گئے دنیا کی مشہور لائبریری خدا بخش لائبریری" میں ہوئی تھیں۔ ان اجلاسوں کی صدارت ڈائرکٹر" خدا بخش لائبریری" ڈاکٹر حبیب الرحمان خفانی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر مسٹر سید حامد، مولانا سعید الرحمان اعظمی ندوی، پروفیسر محمد راشد، پروفیسر سید محمد اجتباء ندوی، الٰہ آباد یونیورسٹی کے سابق پروفیسر ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی اور مولانا عبد اللہ مغیثی (میرٹھ) نے کی تھی۔

صدر رابطہ ادب اسلامی عالمی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اختتامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ادب کی خصوصیات اور تاثیر و طاقت کا ذکر کیا اور بتایا کہ حدیث شریف میں تقریر کو جادوگری اور شعر کو حکمت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ آج دنیا میں جو بھی فساد اور فساد کی تحریکیں چل رہی ہیں اور سلبی اور تخریبی کام ہو رہے ہیں ان میں ان کتابوں اور تحریروں کا اثر ہے جو شک آفریں، مذہب بیزاری، آخرت اور روحانیت بیزاری پیدا کرنے والی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ بسا اوقات ایک شک آفریں کتاب سیکڑوں اور لاکھوں انسانوں کو مذہب بیزار بنانے کے لئے کافی ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے رابطہ ادب اسلامی کے کامیاب سمینار "علمی مذاکرہ" اور اس میں شریک مندوبین اور منتظمین کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ دراصل یہ برکت ہے مکہ مکرمہ کی جہاں اس کا قیام عمل میں آیا۔ اس کی کامیابی میں بہار کی بہار کو بھی دخل ہے۔ انھوں نے کہا کہ شاید یہ پہلے بہار ہی بولا جاتا ہو اب استعمال کی کثرت سے بہار ہو گیا۔ مولانا نے مذاکرۂ علمی کی کامیابی کی ایک وجہ یہ بھی بتائی کہ دراصل جو کام اخلاص، رضائے الٰہی اور آخرت کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے اس میں کامیابی یقینی ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس حقیقت کو پیش نظر رکھا جانا چاہئے مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا مناظر احسن گیلانی کی تحریروں کی مقبولیت کا راز اسی میں نہاں ہے۔

رابطہ کے سکریٹری مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے جلسے کے اختتام پر مذاکرۂ علمی کی پوری رپورٹ پیش کی اور ان مقالہ نگار حضرات سے معذرت کی جن کے مقالے وقت کی تنگی کی بنا پر پیش نہیں کئے جا سکے۔

مذاکرہ علمی کی جو رابطہ ادب اسلامی عظیم آباد (پٹنہ) کے تعاون سے ہوا تھا، مجلس استقبالیہ کے صدر اور بہار کے مشہور سرجن ڈاکٹر احمد عبدالحی اور ان کے معاون اور مشہور شاعر، ادبی اور سماجی کارکن جناب اشتفاق حیدی نے شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور امید ظاہر کی کہ یہ اجلاس ایک سنگ میل ثابت ہوگا۔ مدرسہ شمس الہدیٰ کے پرنسپل مولانا ابوالکلام قاسمی نے مندوبین کا شکریہ ادا کیا۔

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی الندوی کی دعا سے قبل مذاکرہ علمی نے درج ذیل قراردادیں منظور کیں۔ جو ڈاکٹر سید محمد اجتباء ندوی، ڈاکٹر محسن عثمانی، ڈاکٹر ضیاء الحسن ندوی، مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی، مولانا نذر الحفیظ ندوی اور مولانا شکیل احمد قاسمی پر مشتمل ... کمیٹی نے تیار کی تھیں۔

یہ محسوس کرتے ہوئے کہ بچوں کے شعور اور ذہن کو اسلامی خطوط پر تیار کرنے کے لئے منصوبہ بند کوشش کی ضرورت ہے اس لئے ماضی میں بچوں کا جو ادب تیار ہو چکا ہے اس پر از سر نو غور کیا جائے اور اس کے ترجیحی اثرات کا جائزہ لیا جائے، اس میں اضافہ کرنے کی کوشش کی جائے چنانچہ اہل قلم سے درخواست کی گئی کہ وہ بچوں کی نفسیات اور موجودہ حالات کو سامنے رکھ کر ایسا موثر ادب تیار کریں جو ہماری نئی نسل اسلامی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے فکری الحاد اور تہذیبی ارتداد کے بڑھتے ہوئے خطرات کا مقابلہ کر سکے۔ شعری و نثری تخلیقات کی جو اہمیت ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے اس پر توجہ کی خصوصی ضرورت ہے۔

اور ایک قرارداد کے ذریعہ طے ہوا کہ ادب اسلامی کے معیار پر پورے اترنے والے ادبی سرمایہ کی حوصلہ افزائی اور اشاعت پر توجہ دی جائے۔ اس سلسلے میں انعامی مقابلوں کا اہتمام بھی مفید ہو سکتا ہے۔

ایک قرارداد کے ذریعہ محسوس کیا گیا کہ رابطہ ادب اسلامی کا دائرۂ تعارف جتنا وسیع ہونا چاہئے اس میں بہت کمی ہے۔ ضرورت ہے کہ ارکان و معاونین رابطہ ادب اسلامی اس کے لئے اپنے اپنے حلقوں میں موثر کوشش کریں۔ رابطہ کے مقصد و کام کا تعارف کرائیں۔ اور ادب اسلامی سے دلچسپی رکھنے والوں کو رابطہ کی رکنیت کے لئے راغب کریں۔

اجلاس نے محسوس کیا کہ عظیم آباد اور بہار کی سرزمین پر شعر و ادب اور علم و فن میں جو گرانقدر خدمات انجام دی گئی ہیں انھیں ابھی تک پوری طرح سے سامنے نہیں لایا گیا ہے۔ موجودہ سمینار کے بعض مقالوں سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اس مردم خیز خطے کے اہل فکر و فن کی تخلیقات میں ادب اسلامی کا بیش بہا خزانہ موجود ہے جو کمیت و کیفیت ہر اعتبار سے پرکشش ہے۔ اس ذخیرہ کی ترویج و اشاعت ضروری ہے۔ اس کام کو انجام دینے کے لئے مقامی حضرات کی ذمہ داری سب سے زیادہ ہے۔ اجلاس نے ان سے درخواست کی کہ وہ نہ صرف اس ذخیرہ کی جمع و تدوین و اشاعت کی جد و جہد کریں بلکہ ابھرتے ہوئے ادیبوں اور شاعروں کے فکری دھارے کو تعمیری اور اصلاحی تخلیق کی طرف موڑنے کی کوشش کریں۔

رابطہ ادب اسلامی پٹنہ کے اجلاس کے تمام منتظمین اور شرکاء نے عالمی رابطہ ادب اسلامی کے صدر مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی خدمت میں دل کی گہرائیوں سے ہدیۂ تشکر پیش کیا اور کہا کہ حضرت مولانا کی ذات والا صفات عہد حاضر میں عالم اسلام کے مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن ہے۔ حضرت نے اپنی علالت و ضعیف پیری کے باوجود مذاکرہ کی صدارت کے لئے سرزمین عظیم آباد میں قدم رنجہ فرما کر میزبانوں اور مہمانوں پر جو احسان فرمایا ہے اس کے لئے ہمارے الفاظ جذبات ممنونیت کو ظاہر کرنے سے قاصر ہیں۔

اجلاس نے ایک قرارداد کے ذریعہ مجلس استقبالیہ کے صدر ڈاکٹر احمد عبدالحی، خدا بخش لائبریری کے ڈائرکٹر ڈاکٹر حبیب الرحمان خفانی، مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ کے پرنسپل مولانا قاسمی اور ان کے رفقاء کا شکریہ ادا کیا۔

مادرِ علمی دار العلوم ندوۃ العلماء

سلامت تو، ترا میخانہ، تیری انجمن ساقی،

دار العلوم ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے والے طالب علم حسین احمد ندوی کا الوداعی مقالہ۔

قبلۂ دیدہ و دل حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم، مشفق اساتذہ کرام، رفقاء گرامی آج سے ٹھیک ایک سال قبل اپنے فارغ ہونے والے بھائیوں کو الوداع کہنے کے موقع پر ہم طلباء علیا اولیٰ نے اپنے تأثرات اور دلی کیفیات وجذبات کا اظہار کیا تھا، اس وقت میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ اس قدر جلد ہماری باری بھی آنے والی ہے، وقت کی بے ثباتی اور گردش ایام کی تیزی نے بالآخر مجھے بھی وہاں لا کھڑا کیا، دل کی دھڑکن تیز ہے اور ماضی کی یادوں کی تصویریں لاشعور کے پردے سے نمودار ہوکر نگاہوں میں ابھر رہی ہیں، مادر علمی کے اس طویل عرصہ میں جہاں میں نے اپنی زندگی کے نو سال گذارے وہاں کی یادوں کے بکھرے ہوئے موتیوں کو سمیٹنا اور جذبات واحساسات کے سمندر کو کوزے میں بند کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں لیکن ہاتف غیبی کی آواز ہے

حمامة جرعي حومة الجندل اسجعي
فانت بمرأى من سعاد و مسمع

آج اگر ایک طرف منزل کو پالینے کی خوشی ہے تو دوسری طرف مادر علمی اور مشفق اساتذہ کرام سے بچھڑنے کا غم بھی، آج زبان گنگ ہے قلم اپنی بے بسی پر شکوہ کناں ہے، امڈتے جذبات کے سیلاب میں الفاظ کے بندھن ٹوٹ ٹوٹ جاتے ہیں، رسمی حصول علم کی آخری منزل کو پہونچ کر ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گذار ہیں کہ اس نے اپنے کرم سے یہاں تک پہونچایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ۔

سامعین محفل! آج سے گیارہ سال قبل جب میرے برادر معظم نے (جو ان دنوں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں M.B.B.S. کے طالب علم تھے۔) ندوہ کے فکر اور اس کی جامعیت سے متأثر ہوکر ڈاکٹر اقبال حسین ندوی سابق استاد دار العلوم ندوۃ العلماء کے توسط سے مجھے شعبۂ حفظ میں داخل کرایا تو میں تہی دست تھا، ذہن کی تختیاں خارجی اثرات سے صاف، سادہ اور بے نقش تھیں، اس پر جو نقش ونگار بنے وہ اسی معدن علم وادب میں بنے میری متاع عزیز کا ہر قیمتی لمحہ مادر علمی سے کسب فیض میں گذرا، اس کے ذرہ ذرہ سے استفادہ کو میں نے اپنے لئے سرمایۂ افتخار سمجھا، یہ کوئی فخر نہیں بلکہ کفران نعمت کے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس عمر میں میں نے جو کچھ حاصل کیا دوسری جگہ شاید میرے لئے ممکن نہ تھا، چونکہ مادر علمی، اور مشفق اساتذہ کرام کی عنایتوں اور ذرہ نوازیوں نے علم سے بہرہ ور کیا، ذہن کے دریچوں کو کھولا، ان کی مخلصانہ اور بصیرت افروز تربیت نے ذہن ودماغ کو گوہر آبدار کی صفت عطا کی، مادر علمی نے شعور کی بالیدگی سے مجھے شادکام کیا، زبان ہوش مند فکر ارجمند اور دل دردمند کا آئینہ دکھایا، دم زندگی، رم زندگی اور سطوت زندگی سے آشنا کیا، ابتدائی درجات کے میرے اساتذہ نے مجھے لکھنے پڑھنے کا سلیقہ دیا، محنت ومطالعہ کی رہنمائی کی، میرے بڑے اساتذہ نے اس کو پروان چڑھایا، میں ان حضرات کے احسانات کی پیہم بارش کا عشر عشیر بدل بھی ادا نہیں کرسکتا لیکن "إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ" کا یقین ضرور ہے، چونکہ ان ہی کی علمی وروحانی عطر بیزی سے مشام جاں معطر ہوا، دل کو فرحت آنکھوں کو نور، فکر کو وسعت اور تمناؤں کے ظہور کی ساعتیں بکمال استنال ظاہر ہوئیں، اس ساعت ہمایوں سے زبان وادب کو بھی خوب حصہ ملا اور وہ زبان جو گنگ تھی اس کو گویائی ملی، اسی طرح میرے نقادانہ میرے اندر جذبۂ مسابقت بیدار کیا، ممکن ہے اسے منفی جذبہ کہا جائے لیکن اس سے مجھے فائدہ ہوچکا، اس کے علاوہ یہاں کے علمی وادبی ماحول اور غیر درسی کتابوں کے مطالعہ نے میرے فطری ذوق کو فروغ دیا، جمعیۃ الاصلاح اور الاصلاح خود دسنے ذہن ودماغ میں فکر ونظر کے انمٹ نقوش چھوڑے، النادی العربی نے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں بولنے اور لکھنے کی صلاحیت دی، تعمیر حیات، البعث الاسلامی اور الرائد نے شرافت قلم اور زبان ہوشمند میں شبلی وسلیمانی کی زر آبی کا شرف بخشا، اور روح شریعت کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کردی تاکہ ہم "خذ ما صفا ودع ما کدر" کی عملی تصویر بن سکیں، سب سے بڑھ کر حضرت مولانا دامت برکاتہم کے افکار ونظریات نے سوچنے سمجھنے کی راہیں متعین کیں، تحریروں نے فکر کو پرواز بخشی، ایسا کیوں نہ ہو؟ آپ کے کاشانۂ خیال میں جشن ہائے بسمل کی آئینہ بندی اور آپ کی زبان عقل وخرد کی ترجمان ہے، آپ فلسفہ کی گلی سے مذہب کی شاہراہ تک اور خودی کے بادۂ کیف کی سرشاری سے خود فراموش ہوکر بزم ساقی کوثر تک رسائی چاہتے ہیں۔

حضرات گرامی! حقیقت تو یہ ہے کہ کما حقہ ان نعمتوں کی میں نے قدر نہ کی اور نہ ہی ان وسائل وامکانات سے پورا پورا فائدہ اٹھایا بلکہ ؏

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کرگیا
ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی تھا

اے مادر علمی!

اب ہمارا کارواں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے، ہم سب تیرے احسانات سے گراں بار ہیں، اس مختصر وقت میں ان احسانات کو کہاں تک گناؤں، میری پوری زندگی تو تیری ہی خوشہ چینی میں گذری ہے ؏

سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

آج تحت الشعور کے پردے سے ایک آہ اٹھ رہی ہے، یادوں کی پُروائی دل کے زخموں کو ہرا کر رہی ہے، وہ پرانے ہمنشیں اور ان کی صحبتیں وہ طالبعلمی کی راتیں اور ان میں بیداریاں، وہ آپس کی نوک جھونک اور پھر ہمدردیاں اور غمگساریاں، خاص طور سے بخاری شریف کے درس کی رعنائیاں، حجۃ اللہ البالغہ کے سبق میں اسرار وباریکیاں، اور طحاوی شریف کے گھنٹہ میں دلچسپیاں یہ وہ حسین مناظر تھے جسے کبھی میں فراموش نہیں کرسکتا، ان بہاروں کو چھوڑ کر جانا میرے لئے کس قدر دشوار اور دلخراش ہے، بار بار سودا کا یہ شعر زباں پر جاری ہوجاتا ؏

تجھ بن میری نظروں میں تاریک ہے عالم
ہر روز میری آنکھوں میں ساون کی سی شب ہے

جب پیچھے مڑکر اپنے گیارہ سالہ دور پر نظر ڈالتا ہوں تو شبستان نگاہ میں ایک ایک تصویر جاگ اٹھتی ہے، اور بھولی بسری یادوں کی کسک اور تلخیاں دل کے مضراب سے نجدی شاعر کے اس شعر کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ ؏

تلفت نحو الحي حتى وجدتني
وجعت من الإصغاء ليتا وأخدعا
واذكر ايام الحمى ثم انثني
على كبدي من خشية أن تصدعا

اے رفقاء ندوہ! مادر علمی سے ہم جدا ضرور ہو رہے ہیں لیکن ہماری یہ جدائی دائمی نہیں، وقتی ہے، قلبی نہیں، جسمانی ہے، ہمارا طائر خیال اس کی فضاؤں میں پرواز کرتا رہے گا، مادر علمی سے ہمارے اس مضبوط اور دائمی رشتہ کو حوادث کے طوفان بھی نہیں توڑ سکیں گے، چاہے میں جہاں رہوں اور جب آؤں یہ کہنے میں حق بجانب ہونگا۔ ؏

کبھی شاخ سبز وبرگ پر کبھی غنچہ وگل خار پر

جاتے ہوئے ہم اپنے اساتذہ کرام کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ جہاں کہیں رہیں گے اپنی بساط بھر ندویت کی ذمہ داری کو نبھائیں گے، کتاب وسنت کی اشاعت کو اپنی زندگی کا مشن بنائیں گے، مادر علمی کی آبرو کی لاج رکھیں گے ؏

خون دل دے کے سنواریں گے گیسوئے گل
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

ساتھ ساتھ اپنے تمام ساتھیوں سے کہوں گا کہ دار العلوم ندوۃ العلماء جو قدیم صالح اور جدید نافع کے امتزاج کی دعوت میں مصروف بعمل ہے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو بڑی محرومی ہوگی"۔

اخیر میں اپنے محسن اساتذہ کرام ۔۔۔۔

۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ سے معافی کا خواستگار ہوں جن کی شان میں نہ جانے مجھ سے کیسی کیسی غلطیاں اور بے ادبیاں ہوئی ہوں گی، خدارا میری ان غلطیوں کو اپنے دامن عفو میں جگہ عنایت فرمایئے انشاء اللہ آپ کی قیمتی دعائیں اور آپ سے وابستگی میں آپ کے اس فرزند معنوی کی آئندہ زندگی میں سوغات اور ترقی کی ضامن ہوں گی، اللہ تعالیٰ اس چمن کو اور اہل چمن کو ہمیشہ جگمگاتا، مہکتا، پھلتا، پھولتا اور ترقی کی راہوں میں گامزن رکھے۔ ؏

سلامت تو ترا میخانہ تیری انجمن ساقی

نعت

رحمت عالمؐ

خلیل پرتاپ گڈھی

میری آنکھوں نے نہیں دیکھا ہے اس سے خوب تر — جس کا عکس خوب ہیں دنیا میں یہ شمس وقمر
خوبصورت خوب سیرت خوش بیاں جاذب نظر — آج تک ہرگز نہ عورت نے جنا ایسا بشر
رحمدل خوش خلق خوش گفتار خوش دل بردبار — رحمت عالم نہیں آیا کوئی ایسا بشر
تاجدار ایسا کہ پورا ملک اس کے زیر پا — زہد ایسا کہ نہیں دل پہ کوئی اس کا اثر
مالدار ایسا خزانے کے خزانے سامنے — مسکنت ایسی کہ فاقہ کش رہا ہے عمر بھر
جونڈر ایسا ہزاروں کے مقابل ہو کھڑا — نرم دل ایسا کہ سب اس کے جلو میں بے خطر
بابمہ ایسا کہ ہے ممنون ساری کائنات — بے ہمہ ایسا کہ ہر لمحہ ہے رب سے باخبر
جس کی فطرت میں نوازش کی رواں تھی سلسبیل — دشمنوں کے حق میں بھی کی ہیں دعائیں جنھیں
تھا اں کا بچھا چٹائی کھردری، درویش حال — ہیں وہی محبوب رب دو جہاں خیر البشر
دن میں تھا میدان میں جو اک سپاہی تیغ زن — شب میں وہ زاہد کی صورت میں جھکا تا ابا سر
اک طرف کشور کشا اور فتح ونصرت کا امین — بھولے بھٹکوں کے لئے معصوم وہ پیغامبر

آباد اجداد اپنے اس پہ قرباں ہیں خلیل
جو بزرگی میں خدا کے بعد ہے اک مختصر

دارالعلوم ندوۃ العلماء کی ایک اہم ضرورت

تکمیل کے لئے اہل خیر حضرات کی توجہ درکار

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں طلبہ کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے جب کہ رہائش کی تنگی کے سبب بہت سے طلباء کو واپس کرنا پڑتا ہے، طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مزید اقامت گاہوں کی ضرورت تو ہے ہی بڑھتے ہوئے عملہ کے لئے اولین فرصت میں کوارٹر بنوانے کی شدید و فوری ضرورت ہے جس کے لئے زمین حاصل کرلی گئی ہے لیکن تعمیر رکی ہوئی ہے جو اہل خیر حضرات کی توجہ کی منتظر ہے خاص طور سے معہد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جس کا قیام دارالعلوم میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ہوا ہے، اقامت گاہ اور اسٹاف کوارٹرس کی شدید ضرورت ہے۔

لہٰذا اللہ کے نام پر خرچ کرنے والے بھائیوں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے مال کی نعمت سے نوازا ہے ہماری پرزور اپیل ہے کہ اس کام میں دل کھول کر حصہ لیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر بے حد وحساب ہے جس کو قرآن مجید میں یوں ادا کیا گیا ہے: مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔ جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے (مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ اہل خیر حضرات دل کھول کر حصہ لیں گے۔ اور صاحب حیثیت حضرات اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کی خاطر کمرے بنوائیں گے۔

(مولانا) معین اللہ ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

(مولانا) سید محمد رابع حسنی ندوی
مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

نوٹ:۔ چک، ڈرافٹ، منی آرڈر مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں، مرسلہ رقم جس مد کی ہو اس کی صراحت ضروری ہے۔ چک یا ڈرافٹ بر صرف یہ لکھئے:۔
ناظم ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ یوپی۔
NAZIM. NADWATUL ULAMA. LUCKNOW. U.P.

بقیہ:۔ درس حدیث

اصرار کا جو جذبہ غالب تھا اس کا علاج فرمادیں۔ اتنا کر دینے کے بعد اب آپ نے ان کے اس رجحان کو بدلنا شروع فرمایا کہ یہ ان کی عادت نہ بن جائے اس لئے کہ انسان کو اگر اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ اپنے رجحانات اور حرص کے تابع بنا رہے تو وہ خود اپنے اور اپنی جماعت کے اوپر بار بن جائے گا لہٰذا تین مرتبہ دینے کے بعد ضروری تھا کہ ان کی ہمت و حوصلہ کو بلند قدروں، یادگار کردار اور باقی رہنے والے رزق کے حصول کی طرف موڑ دیا جائے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ڏ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى"۔

اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ ان کی آزمائش کریں ان پر نگاہ نہ کرنا اور تمہارے پروردگار کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ (سورہ طٰہٰ ۱۳۱)

دوسری آیت میں فرمایا:

"زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ" (آل عمران۔ ۱۴)

لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں (مگر) یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں اور خدا کے پاس بہت اچھا ٹھکانا ہے۔

دین اسلام کا مقصد دلوں کو ہمیشہ باقی رہنے والی معنوی اقدار اور ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کی طرف، اور خدائے حی و قیوم کی طرف متوجہ کرنا ہے جس پر کبھی موت نہیں طاری ہوگی، اسی حقیقت کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک صحابی حضرت حکیم ابن حزام کو اے حکیم کہہ کر مخاطب فرماتے ہوئے فرمایا: "بلاشبہ یہ مال بڑا دلکش اور میٹھا ہے تو جس نے مال کو بلا حرص و لالچ کے لیا اس کے مال میں برکت ہوگی، اور جس نے لالچ و حرص کے ساتھ حاصل کیا اس کے مال میں برکت نہ ہوگی اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا جاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا، بندۂ مومن کو آپ کے اس ارشاد سے معلوم ہو جائے کہ مالداری مال و اسباب کی کثرت کا نام نہیں بلکہ دل کا استغنا اور قناعت یہ اصل مالداری ہے، ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ (غنی (یعنی مالداری) سامان کی زیادتی کا نام نہیں بلکہ غنی انسان کے دل کے غنی ہونے کا نام ہے)۔ (متفق علیہ)

حضرت حکیم بن حزام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیاضانہ اور دل متاثر کرنے والے طرز عطا سے کہ تین مرتبہ مانگا اور تینوں مرتبہ آپ نے ان کو دیا بہت متاثر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسول اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ کے بعد اب میں عمر بھر کسی کے مال میں کوئی کمی نہ کروں گا (یعنی کسی سے کچھ نہ لوں گا)۔

حدیث میں اور دوسرے نمونے بھی موجود ہیں جن سے اس شریفانہ و حکیمانہ طرز تربیت کی کامیابی کا اندازہ ہوتا ہے، حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ "انصار میں سے کچھ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا آپ نے انھیں عنایت فرمادیا جب ختم ہوگیا تو فرمایا: ہمارے پاس جو کچھ بھی موجود ہوگا تم سے بچا کر نہ رکھوں گا جو شخص سوال سے بچے گا اللہ تعالیٰ اس کو سوال سے بچائے گا، جو شخص استغنا برتے گا اللہ تعالیٰ اس کو غنی (یعنی دوسروں سے بے نیاز) رکھے گا۔ جو شخص صبر و درست بات کا طالب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کی صلاحیت عطا کردیتا ہے صبر سے بڑھ کر کسی شخص کو کوئی عطیہ نہیں ملا۔"

حدیث سے معلوم ہوا کہ مانگنے والے کا اکرام کرنا اور اس کی چاہت کو پورا کردینا نفس کے علاج کے کامیاب وسائل میں سے ہے، اور اس طرح اس کی خودداری کو بلند کرکے اس مقام پر پہونچادیا ہے کہ وہ توبہ کرے اور سوال سے بچے اور اس کی خودداری کی سطح بلند ہوجائے، اپنے ہاتھوں کی کمائی سے وسائل زندگی مہیا کرے۔

دوسری اور بھی ایسی مثالیں ہیں جو تربیت کے اس انداز اور عزت کے ساتھ دینے کے اس ڈھنگ کو واضح کرتی ہیں اور سائل پر اس کا فوری اثر پڑتا ہے، حضرت ابوسعید خدریؓ کے صاحبزادہ عبدالرحمن اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعیدؓ کے ساتھ بھی کچھا اسی طرح کا واقعہ پیش آیا، ان کی حدیث میں مذکور ہے کہ میری والدہ نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا (مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شدید ضرورت کے سبب کچھ مانگنا تھا) چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹھ گیا، آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "جو شخص استغنا سے کام لیتا ہے (یعنی سوال نہیں کرتا) اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتا ہے" اور مزید فرمایا: "جس نے اس حال میں سوال کیا کہ اس کے پاس ایک اوقیہ (ساڑھے دس درہم) موجود ہے تو اس نے گویا اصرار سے کام لیا" میں نے عرض کیا کہ میری اونٹنی ایک اوقیہ سے بہت بہتر ہے چنانچہ واپس چلا آیا اور آپ سے کچھ مانگا نہیں۔"

یہ نوجوان صحابی ابوسعید خدریؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تربیتی انداز کو فوراً سمجھ گئے، اور اپنی

ضرورت ظاہر کرنے سے باز رہے اور سوال سے بچنے کے خیال سے واپس آگئے، یہ حدیث دلوں کی تربیت ان کی صفائی قوت تمیز کو سیدھے رخ کی طرف موڑنے کا اچھا اور کامیاب نمونہ ہے۔

سوال کرنے والے کی عزت وقدردانی کا حکم

دین اسلام بندۂ مومن کو یتیم کے اکرام اور عزت کا حکم دیتا ہے اس پر ظلم وزیادتی سے روکتا ہے سائل کو نرمی اور عزت نفس کے ساتھ دینے کا حکم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ ؎

توتم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور نعمت ہدایت وایمان کے بیان کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آدمی سائل کی عزت وقدردانی کا خیال رکھے، حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے ہی پر سوار ہو کر کیوں نہ آئے ؎

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل سے حسن ظن رکھنا چاہئے، اس کو جھوٹا نہ کہو، نہ برے انداز سے جواب دو کہ ممکن ہے وہ سچا ہو (اور تم حقیقت حال سے واقف نہ ہو) فرماتے ہیں۔ سائل کو محروم نہ واپس کرو خواہ اس کی ظاہری صورت خوشحالی کی معلوم ہورہی ہو، ایسا ممکن ہے کہ اس کے پاس سواری کا گھوڑا تو ہو لیکن اہل وعیال ہوں اور اس پر قرض کا بوجھ ہو، ایسی صورت میں اس کے لئے صدقہ لینا درست ہے۔ ؎

؎ مختصر سنن ابی داؤد۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی سب نے حدیث بیان کی ہے۔ ؎ الفتح ج ۳ ص ۹۔ ۱۱

؎ مختصر سنن ابی داؤد و تہذیب ابن القیم ج ۲ ؎ مختصر سنن ابی داؤد

بنگلور میں جامعۃ الحسنین کا قیام

الحمد للہ شہر بنگلور میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی کی آمد سے شہریان بنگلور بالخصوص مستفیض ہوتے رہے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے مولانا سید شبیر احمد ندوی نے بروز جمعہ ۱۳ر جون ۱۹۹۷ء کو مسجد حاجی سر اسمٰعیل سیٹھ، فریزر ٹون میں نماز جمعہ سے قبل دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب ندوی کی ایمان افروز تقریر کے بعد اپنی ایک دیرینہ تمنا یعنی جامعۃ الحسنین کے قیام کا اعلان فرمایا جس کی وجہ تسمیہ میں ایک طرف سیدنا حضرت حسن وسیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی طرف نسبت ہے اور دوسری طرف ہمارے اس زمانے کے دو بڑے بزرگ مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ سے نسبت ہے۔ جامعۃ الحسنین دراصل دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی ایک شاخ ہے۔ ندوۃ العلماء میں انگریزی پڑھے لکھے طلبہ کے لئے صرف پانچ سال کی مدت میں عالمیت کی سند دی جاتی ہے۔ الحمد للہ جامعۃ الحسنین کے تحت شعبۂ خصوصی میں داخلے ۱۸ر تا ۳۰ر جون تک ہوں گے اور تعلیم ان شاء اللہ یکم جولائی سے شروع ہوگی۔ حضرت مہتمم صاحب کے مشورے کے تحت ان شاء اللہ ابتدائی تین سال بنگلور میں تعلیم ہوگی اور اخیر کے دو سال کے لئے ندوۃ العلماء میں داخلہ کرایا جائے گا اور فی الحال اوقات تعلیم شام میں ہوا کریں گے۔ جامعۃ الحسنین کے تحت پانچ سالہ خصوصی شعبۂ عالمیت کا افتتاح کرتے ہوئے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ حدیث مولانا سید سلمان الحسینی ندوی نے کہا کہ قرآن پاک میں تعلیم کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے۔ اور کہا کہ ہر وہ چیز پڑھنا چاہئے جو انسانی فلاح اور دین کی ترقی سے تعلق رکھتی ہو۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش وکاوش کو قبول فرمائے اور ترقیات سے نوازے مزید تفصیلات کے لئے رابطہ قائم کریں۔

مولانا سید شبیر احمد ندوی
مسجد اسمٰعیل سیٹھ
فریزر ٹون۔ بنگلور۔ ۵ فون ۵۶۹۱۴۱

دو نئی کتابیں

از:۔ محمد علاء الدین ندوی استاد کلیۃ اللغۃ۔ ندوۃ العلماء

۱۔ منتخب تعبیرات:۔ عربی زبان کی قدیم وجدید عمدہ تعبیرات کا بیش بہا خزانہ سلیس اردو ترجمہ مضمون نگاری اور مطالعہ کا طریقہ، نامور شخصیات کی تقاریظ۔ صفحات ۱۹۰ قیمت ۶۰ روپے طلباء اور تاجران کتب کے لئے نصف قیمت۔

۲۔ ھجرت مصطفیٰ: ہجرت کے اہم باشان واقعہ اور اس کے نتائج کی روشنی میں آپؐ کے دعوتی وانقلابی پیغام کے نئے گوشے دلپذیر انداز بیان، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا طویل اور پرمغز مقدمہ اپنے موضوع پر پہلی تصنیف۔ صفحات ۲۸۴ قیمت ۹۲ روپے۔

ملنے کا پتہ

۱۔ ندوی بک ڈپو پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۔ الفرقان بک ڈپو۔ نظیر آباد لکھنؤ

FORTNIGTHLY
TAMEER-E-HAYAT
LUCKNOW

19 98

۱۴۱۸ - ۱۹ ھ

	January رمضان، شوال					February شوال، ذیقعدہ					March ذیقعدہ، ذی الحجہ					
FRI	30 شوال	2 ۳	9 ۱۰	16 ۱۷	23 ۲۴		6 ۸	13 ۱۵	20 ۲۲	27 ۲۹		6 ۷	13 ۱۴	20 ۲۱	27 ۲۸	جمعہ
SAT	31 ۲	3 ۴	10 ۱۱	17 ۱۸	24 ۲۵		7 ۹	14 ۱۶	21 ۲۳	28 ذیقعدہ		7 ۸	14 ۱۵	21 ۲۲	28 ۲۹	سنیچر
SUN		4 ۵	11 ۱۲	18 ۱۹	25 ۲۶	1 ۳	8 ۱۰	15 ۱۷	22 ۲۴		1 ۲	8 ۹	15 ۱۶	22 ۲۳	29 ۳۰	اتوار
MON		5 ۶	12 ۱۳	19 ۲۰	26 ۲۷	2 ۴	9 ۱۱	16 ۱۸	23 ۲۵		2 ۳	9 ۱۰	16 ۱۷	23 ۲۴	30 ذی الحجہ	دوشنبہ
TUE		6 ۷	13 ۱۴	20 ۲۱	27 ۲۸	3 ۵	10 ۱۲	17 ۱۹	24 ۲۶		3 ۴	10 ۱۱	17 ۱۸	24 ۲۵	31 ۲	منگل
WED		7 ۸	14 ۱۵	21 ۲۲	28 ۲۹	4 ۶	11 ۱۳	18 ۲۰	25 ۲۷		4 ۵	11 ۱۲	18 ۱۹	25 ۲۶		بدھ
THU	1 رمضان ۲	8 ۹	15 ۱۶	22 ۲۳	29 ۳۰	5 ۷	12 ۱۴	19 ۲۱	26 ۲۸		5 ۶	12 ۱۳	19 ۲۰	26 ۲۷		جمعرات

	April ذی الحجہ، محرم					May محرم، صفر					June صفر، ربیع الاول					
FRI		3 ۵	10 ۱۲	17 ۱۹	24 ۲۶	1 ۴	8 ۱۱	15 ۱۸	22 ۲۵	29 ۲		5 ۹	12 ۱۶	19 ۲۳	26 ربیع الاول	جمعہ
SAT		4 ۶	11 ۱۳	18 ۲۰	25 ۲۷	2 ۵	9 ۱۲	16 ۱۹	23 ۲۶	30 ۳		6 ۱۰	13 ۱۷	20 ۲۴	27 ۲	سنیچر
SUN		5 ۷	12 ۱۴	19 ۲۱	26 ۲۸	3 ۶	10 ۱۳	17 ۲۰	24 ۲۷	31 ۴		7 ۱۱	14 ۱۸	21 ۲۵	28 ۳	اتوار
MON		6 ۸	13 ۱۵	20 ۲۲	27 ۲۹	4 ۷	11 ۱۴	18 ۲۱	25 ۲۸		1 ۵	8 ۱۲	15 ۱۹	22 ۲۶	29 ۴	دوشنبہ
TUE		7 ۹	14 ۱۶	21 ۲۳	28 محرم ۱۴۱۹	5 ۸	12 ۱۵	19 ۲۲	26 ۲۹		2 ۶	9 ۱۳	16 ۲۰	23 ۲۷	30 ۵	منگل
WED	1 ۳	8 ۱۰	15 ۱۷	22 ۲۴	29 ۲	6 ۹	13 ۱۶	20 ۲۳	27 ۳۰		3 ۷	10 ۱۴	17 ۲۱	24 ۲۸		بدھ
THU	2 ۴	9 ۱۱	16 ۱۸	23 ۲۵	30 ۳	7 ۱۰	14 ۱۷	21 ۲۴	28 صفر		4 ۸	11 ۱۵	18 ۲۲	25 ۲۹		جمعرات

	July ربیع الاول، ربیع الثانی					August ربیع الثانی، جمادی الاول					September جمادی الاول، جمادی الثانی					
FRI	31 ۶	3 ۸	10 ۱۵	17 ۲۲	24 ۲۹		7 ۱۳	14 ۲۰	21 ۲۷	28 ۵		4 ۱۲	11 ۱۹	18 ۲۶	25 ۳	جمعہ
SAT		4 ۹	11 ۱۶	18 ۲۳	25 ۳۰	1 ۷	8 ۱۴	15 ۲۱	22 ۲۸	29 ۶		5 ۱۳	12 ۲۰	19 ۲۷	26 ۴	سنیچر
SUN		5 ۱۰	12 ۱۷	19 ۲۴	26 ربیع الثانی	2 ۸	9 ۱۵	16 ۲۲	23 ۲۹	30 ۷		6 ۱۴	13 ۲۱	20 ۲۸	27 ۵	اتوار
MON		6 ۱۱	13 ۱۸	20 ۲۵	27 ۲	3 ۹	10 ۱۶	17 ۲۳	24 جمادی الاول	31 ۸		7 ۱۵	14 ۲۲	21 ۲۹	28 ۶	دوشنبہ
TUE		7 ۱۲	14 ۱۹	21 ۲۶	28 ۳	4 ۱۰	11 ۱۷	18 ۲۴	25 ۲		1 ۹	8 ۱۶	15 ۲۳	22 ۳۰	29 ۷	منگل
WED	1 ۶	8 ۱۳	15 ۲۰	22 ۲۷	29 ۴	5 ۱۱	12 ۱۸	19 ۲۵	26 ۳		2 ۱۰	9 ۱۷	16 ۲۴	23 جمادی الثانی	30 ۸	بدھ
THU	2 ۷	9 ۱۴	16 ۲۱	23 ۲۸	30 ۵	6 ۱۲	13 ۱۹	20 ۲۶	27 ۴		3 ۱۱	10 ۱۸	17 ۲۵	24 ۲		جمعرات

	October جمادی الثانی، رجب					November رجب، شعبان					December شعبان، رمضان					
FRI	30 ۹	2 ۱۰	9 ۱۷	16 ۲۴	23 ۲		6 ۱۶	13 ۲۳	20 ۳۰	27 ۷		4 ۱۴	11 ۲۱	18 ۲۸	25 ۶	جمعہ
SAT	31 ۱۰	3 ۱۱	10 ۱۸	17 ۲۵	24 ۳		7 ۱۷	14 ۲۴	21 شعبان	28 ۸		5 ۱۵	12 ۲۲	19 ۲۹	26 ۷	سنیچر
SUN		4 ۱۲	11 ۱۹	18 ۲۶	25 ۴	1 ۱۱	8 ۱۸	15 ۲۵	22 ۲	29 ۹		6 ۱۶	13 ۲۳	20 رمضان	27 ۸	اتوار
MON		5 ۱۳	12 ۲۰	19 ۲۷	26 ۵	2 ۱۲	9 ۱۹	16 ۲۶	23 ۳	30 ۱۰		7 ۱۷	14 ۲۴	21 ۲	28 ۹	دوشنبہ
TUE		6 ۱۴	13 ۲۱	20 ۲۸	27 ۶	3 ۱۳	10 ۲۰	17 ۲۷	24 ۴		1 ۱۱	8 ۱۸	15 ۲۵	22 ۳	29 ۱۰	منگل
WED		7 ۱۵	14 ۲۲	21 ۲۹	28 ۷	4 ۱۴	11 ۲۱	18 ۲۸	25 ۵		2 ۱۲	9 ۱۹	16 ۲۶	23 ۴	30 ۱۱	بدھ
THU	1 ۹	8 ۱۶	15 ۲۳	22 رجب	29 ۸	5 ۱۵	12 ۲۲	19 ۲۹	26 ۶		3 ۱۳	10 ۲۰	17 ۲۷	24 ۵	31 ۱۲	جمعرات

NASHIR
COMPUTERS & PRINTERS
A WELL KNOWN CENTRE
FOR : URDU, ARABIC COMPOSING & PRINTING
Kallan Ki Lat, Gwynne Road, Aminabad, Lucknow 18

ناشر
کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز
عربی، اردو کمپیوٹر، کمپوزنگ اور طباعت کا معروف ادارہ۔
کلن کی لاٹ گوئن روڈ۔ امین آباد۔ لکھنؤ۔ ۱۸